





Hāli
iii

Musaddas-i Hāli

مُشَفِّحَاتِی

پہلا دیباچہ

۱۲۹۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا

بلبل کی چین میں ہنس بانی چھوڑی بزمِ شعر میں شعر خوانی چھوڑی
جب سے دل زندہ تو نے ہم کو چھوڑا ہم نے بھی زری رام کہانی چھوڑی
بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے پُرسپ اور پُرفضا میدان میں گزرا جو
کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہاں رینکے ٹیلے تھے نہ خار و اجھڑائیاں تھیں۔ نہ آندھیوں کے طوفان تھے نہ بادِ کوم
کی لپٹ تھی۔

جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے
ہی ہزاروں دلوں اور لاکھوں انگلیں خود بخود دل میں پیدا ہو گئیں مگر یہ صحرا جس قدر نشاط انگیز تھا اسی قدر وحشت خیز تھا۔
اسکی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے اور اس کے ٹوٹنا پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے
جو نہی اس کی حد میں قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ اور مار و کڑوم نکل آئے۔ باغِ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا
کی مکر و ہاتک سے دم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا خیال آیا۔ نہ عشقِ جوانی کی جواگی۔ نہ وصل کی لذت اٹھائی نہ فرا
کا مزہ چکھا۔ پنہاں تھا اہم سخت فریبِ شیانے کے اٹنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہوئے
البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بنا پڑا۔ ایک خیالی عشوق کی چاد میں برسوں دشتِ جنوں کی دھاک

اڑائی کے قیس و فراد کو گرد کر دیا۔ کبھی نالتمہ شہی سہ رُبع مسکوں کو ہلا ڈالا۔ کبھی خمپور ببار سے تمام عالم کو ڈوبو دیا۔ آہ و نغماں کے شور سے کروہیوں کے کان بہرے ہو گئے۔ رشکاتوں کی بوجھاڑ سے زانچہ جُحج اُٹھا۔ طعنوں کی بھربار سے آسمان چھلنی ہو گیا۔ جب رشک کا قاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا۔ یہاں تک کہ آپ اپنے سے بدگمان ہو گئے۔ جب شوق کا دریا منڈا تو کششِ دل سے جذبِ مقناطیسی اور قوتِ کمر بانی کا کام لیا۔ بار بار تیغِ اُزرو سے شہید ہو اور بار بار ایک ٹھوکر سے جی اُٹھے۔ گویا زندگی ایک پیراہن تھا کہ جب چاہا اُتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدانِ مِیّت میں اکثر گذر ہوا۔ بشتِ دوزخ کی اکثر سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم لٹھھائیے اور پھر بھی سیر نہ ہوئے۔ کبھی خانہ شمار کی چوکھٹ پر جہدِ سانی کی۔ کبھی مے فروش کے درپر گدائی کی۔ کفر سے مانوس ہے ایمان سے بیزار ہے۔ پیرِ نغماں کے ہاتھ پر سعیت کی۔ بزمنوں کے چیلے بنے۔ بُت پوئے۔ زُتار باندھا۔ قشقہ لگایا۔ زاہدوں پھتیل کئیں۔ واغظلوں کا خاکہ اُڑایا۔ دیر اور بُت خانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی۔ خدا سے شوخیال کئیں۔ نبیوں سے گستاخیاں کئیں۔ اعجازِ مسمیٰ کو ایک کھیل جانا۔ حُسنِ یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کسی تو پاک شہدوں کی بولیاں بولیں۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوانوں کے مُنہ پھیر دیئے۔ ہر شتِ خاک میں اکسیرِ اعظم کے خواص بتلائے۔ ہر جُوبِ خشک میں عصانے موموی کے کرشمے دکھائے۔ ہر غم و رُودِ وقت کو ابراہیمِ خلیل سے جا لایا۔ ہر فرعون بے سامان کو قافِ مُطلق سے جا بھڑایا جس کے قراح بنے اسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود مدوح کو اپنی تعریف میں کچھ مزانہ آیا۔ غرض نامہ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہیں سفیدی باقی نہ چھوڑی۔

چو پر کش گنم روزِ حشر خواہد بود
تمسکات گناہانِ خلق پارہ کھند

میں برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بیل کی طرح اسی ایک چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہاں طے کر چکے۔ جب آنکھیں کھلیں تو معلوم ہوا کہ جہاں سے چلے تھے اب تک وہیں ہیں۔

شکست رنگِ شبابِ ہنوزِ رعنائی
دراں دیا کہ زاوی ہنوزِ آنجانی

نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو دایمیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جس میں بے شمار راہیں چاروں طرف کھلی ہوئی

تھیں اور خیال کے لئے کہیں عرصہ تک نہ تھا جی میں آیا کہ قدم آگے بڑھائیں اور اس میدان کی بیکریں مگر جو قدم میں برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے ہوں اور جن کی دوڑ گز دو گز زمین میں محدود رہی ہو ان سے اس وسیع میدان میں کام لینا آسان نہ تھا۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نئی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے اور طاقت رفتار جواب دے چکی تھی۔ لیکن پاؤں میں چکر تھا اس لئے نچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا چند روز اسی تردد میں یہ حال ہوا کہ ایک قدم آگے چڑھتا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا۔ ناگاہ دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گزار رستے میں رہ نور و ہر بہت سے لوگ جو اسکے ساتھ چلے تھے تھک کر سچھے رہ گئے ہیں۔ بہت سے ابھی اس کے ساتھ اُفتان و خیزاں چلے جاتے ہیں مگر نوٹوں پر پٹریاں جبی ہیں۔ پیروں میں چھالے پڑے ہیں دم چڑھ رہا ہے۔ چہرہ پر ہونیاں اُڑ رہی ہیں۔ لیکن وہ اولوالعزم آدمی جو ان سب کا رہنما ہے۔ اسی طرح تازہ دم ہے نہ اسے رستے کی تکان ہے نہ ساتھیوں کے چھوٹ جانے کی پروا ہے۔ نہ منزل کی دوری سے کچھ ہراس ہے۔ اسکی خپوں میں غضب کا جادو بھرا ہے کہ جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے اسکے ساتھ بولیتا ہے اس کی ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی میں برس کے تھکے ہائے خستہ و کوفتہ اسی دشوار گزار رستہ پر پڑ لئے۔ نہ یہ خبر ہے کہاں جاتے ہیں نہ یہ معلوم ہے کہ کیوں جاتے ہیں۔ نہ طلب صادق ہے نہ قدم راسخ ہے نہ عمر ہے نہ استقلال نہ صدق ہے نہ اخلاص ہے نہ گراہیک نہ رستہ ہاتھ ہے کہ کھینچے لئے چلا جاتا ہے۔

آل دل کہ دم نمونے از خور و جوناں دیرینہ سال پیرے بردش بیک بچا

زمانہ کا نیا ٹھاٹھ دیکھ کر پرانی شاعری سے دل میر ہو گیا تھا اور چھوٹے ڈھکوسلے باز حصے سے شرم آنے لگی تھی۔ نہ باروں کے اُبھاروں سے دل بڑھتا تھا۔ نہ ساتھیوں کی برس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر یہ ایک ناسور کا منہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے تجارت درونی جن کے رُکنے سے دم گھٹا جاتا تھا، ادل و دماغ میں تلاطم کم رہے تھے۔ اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے۔ قوم کے ایک سچے خیر خواہ نے (جو اپنی قوم کے سوا نام ملک میں کسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جس طرح خود اپنے پُزور ہاتھ اور قومی بازو سے بھائیوں کی خدمت کر رہا ہے۔ اسی طرح ہر پانچ اور کتنے

کو اسی کام میں لگانا چاہتا ہے، اگر ملامت کی اور غیرت لائی کہ حیوان ناطق ہونے کا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام لینا اٹکے شہم کی بات ہے

روح و انسان لب بجنباں درد رہن
در جہادی لاف انسانی مزین

قوم کی حالت تباہ ہے عزیز ذلیل ہو گئے ہیں شریف خاک میں مل گئے ہیں علم کا خاتمہ ہو چکا ہے دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر بیکاری، پیٹ کی چاروں طرف ذہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہیں اور بگڑتے جاتے ہیں تعصب کی گھنٹھو گھنٹھا تمام قوم پر چھانی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی سیرمی ایک ایک کے پاؤں میں پڑی ہے جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے۔ امر جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں غافل اور بے پروا ہیں۔ علمائے جن کو قوم کی اصلاح میں بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے ناواقف ہیں۔ ایسے میں جس سے جو کچھ بن آئے تو بہتر ہے ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں اور ساری ناؤ کی سلامتی میں ہماری سلامتی ہے ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور لکھ رہے ہیں مگر غلط ہے کہ بالطبع سب کو مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا نذر اور مسلمانوں کا موردی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنے کیلئے اب تک کسی نے نہیں لکھی۔ اگر چننا ہر ہے کہ اور تدریوں سے کیا ہو جو اس تدریس سے ہوگا مگر ایسی تنگ حالتوں میں انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گزرتے رہے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ دوسرے یہ کہ ہم کو کچھ کرنا چاہئے۔ پہلے خیال کا نیت سبب ہوا کہ کچھ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دنیا میں بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے۔

در فیض ست منشیں از کشائش نا امید این جا
بزرگ دانہ از ہر قفل می روید کلید این جا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْعَيْشَ مِنْ بَعْدِ مَا قَضَوْا أَبْسَدُ وَرَحْمَةً
اور وہ ایسا ہے کہ جب لوگ نا امید ہوجاتے ہیں تو یہ بڑا تازہ دل پڑی مرتبہ ہے
ہر چند اس حکم کی بجا آوری شکل تھی اور خدمت کا اوجھاٹھانا اور تھوڑا مگر ناصح کی جادو بھری تقریر جس میں گھر گئی۔ دل سے ہی نکلی تھی دل میں جا کر ٹھہری۔ ببول کی کھجی ہوئی طبیعت میں ایک لولہ پیدا ہوا۔ اور باسی لڑھی میں ایک بال آیا۔ ایسا فرسہ دل بویہ و دلغ جو امراض کے متوازی حلوں کے کسی کام کے نہ رہے تھے انہیں سے کام لینا شروع کیا اور ایک سہ سہ کی بنیاد ڈالی۔ دنیا کے مکروہات سے نصرت بہت کم ملی۔ اور بیماریوں کے جوڑم سے اطمینان کبھی نصیب نہ ہوا مگر ہر حال میں یہ

دُعا کی رہی۔ بلے الحمد للہ کہ بہت سی دُعاؤں کے بعد ایک ٹوٹی ٹھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق تیار ہو گئی۔ اور ناصح
منشوق سے شرمندہ نہ ہوا پڑا۔ صرف ایک اُمید کے سہاگے پر یہ راہ دُور دراز طے کی گئی ہے۔ ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک
ہلا ہے اور نہ آئندہ ملنے کی توقع ہے۔

خبرم نیست کہ منزل گہ مقصود کجاست این قدر بہت کہ بانگِ جبر سے مے آید

اس سندس کے آغاز میں پان سات بندہ تمہید کے لکھ کر اول عرب کی اس تبرجالت کا خاکہ کھینچا ہے جو ظہورِ اسلام سے پہلے تھی
اور جس کا نام اسلام کی زبان میں جاہلیت رکھا گیا ہے۔ پھر کو کلبِ اسلام کا طُوع ہونا اور نبی اُمی کی تعلیم سے اس ریگستان کا دفعہ سبز
و شاداب ہو جانا اور اس ابرجست کا امت کی کھیتی کو حلت کے وقت ہر اہجر چھوڑ جانا اور مسلمانوں کا ذہنی و ذہنی ترقیات میں تمام
عالم پر سبقت لے جانا بیان کیا ہے۔ اسکے بعد ان کے منزل کا حال لکھا ہے اور قوم کیلئے اپنے بے نثر ماتحتوں سے ایک آئینہ خانہ
بنایا ہے جس میں اگر وہ اپنے خط و خال دیکھ سکتے ہیں کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اگرچہ اس جاہلکامہ نظم میں جس کی دشواریاں
لکھنے والے کا دل اور دل غی ہو خوب جانتا ہے بیان کا حق نہ مجھ سے ادا ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے مگر شکر ہے کہ جس قدر وہ
گیا اتنی بھی اُمید نہ تھی۔ ہم اے ملک کے اہل مذاق ظاہر اس رُکھی پھکی سیدی سادی نظم کو پسند نہ کریں گے کیونکہ اس میں تاریخی واقعات
ہیں یا چند آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ ہے یا جو آج کل قوم کی حالت سے اُسکا صحیح صحیح نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نہ کہیں نازک خیالی
ہے، نہ زنگیں بیانی۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہے۔ نہ تکلف کی چاشنی ہو۔ غرض کوئی بات ایسی نہیں ہے جس سے اہل وطن کے کان

مانوس اور مذاق آشنا ہوں اور کوئی کرشمہ ایسا نہیں ہے کہ لَا عَيْنٌ دَاتٌ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بَشَرٌ دیکھی سکتے
دیکھا، دیکھی کان نے سنا، کسی بشر کے دل میں گُڑا، گویا اہل ملی و لکھنؤ کی دعوت میں ایک ایسا دسترخوان چُنا گیا ہے جس میں ابالی کھچڑی اُو
بے پر ح سالن کے سوا کچھ نہیں مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کیلئے نہیں کی گئی بلکہ عزیزوں اور دوستوں
کو غیرت اور شرم دلانے کیلئے کی گئی ہے۔ اگر دیکھیں اور پڑھیں اور سمجھیں تو ان کا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔

حافظ و ظیفہ تو دعا گفتن است و بس

در بند آں مُباش کہ شنید یا شنید

دوسرا دیباچہ

متعلق بہ ضمیمہ

۱۳۰۳ھ

حدیثِ درود لاؤیزداستانے بہت
کہ ذوقِ بیش دہ چوں دراز تر گردد

مفسر مدو جزیر اسلام اول ہی اول ۱۲۹۶ء میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ اگرچہ اس نظم کی اشاعت سے شاید کوئی معتد بہ فائدہ سوساٹی کو نہیں پہنچا۔ مگر چھ برس میں جس قدر قبولیتِ شہرت اس نظم کو اطرافِ ہندوستان میں ہوئی وہ فی الواقع تعجب انگیز ہے۔ نظم بالکل غیر مانوس تھی اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تھے قوم کی بُرائیاں چُن چُن کر ظاہر کی گئی تھیں اور زبان سے تیغ و سنان کا کام لیا گیا تھا۔ ناظم کی نسبت قوم کے اکثر ارباب و اخیار مذہبی سُورِ ظن رکھتے تھے۔ تعصب و عداوت کا حق سننے سے منع تھا۔ باایں ہمہ اس تھوڑی سی مدت میں یہ نظم ناک کے اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ ہندوستان کے مختلف اضلاع میں اس کے سات آٹھ ایڈیشن اب سے پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ بعض قومی مدرسوں میں اس کا انتخاب بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ مولود شریف کی مجلسوں میں جا بجا اس کے بند پڑھے جاتے ہیں۔ اکثر لوگ اس کو پڑھ کر بے اختیار روتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ اس کے بہت سے بند ہمارے واعظوں کی زبان پر جاری ہیں۔ کہیں کہیں قومی ناک میں اس کے مضامین

ایکٹ کئے جاتے ہیں۔ بہت سے مسدس اسی کی روش پر اسی بحر میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اکثر اخباروں میں موافق و مخالف ریویو اس پر لکھے گئے ہیں۔ شمال مغربی ایشیا کے سرکاری مدارس میں عام قبولیت کی وجہ سے اس کو تعلیم میں داخل کر دیا گیا ہے یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نے اس کی طرف کافی توجہ کی ہے۔ مگر اس پر مصنف کو کچھ فخر کرنے کا محل نہیں ہے۔ اگر قوم کے دل میں متاثر ہونے کا مادہ نہ ہوتا تو یہ اور ایسی ایسی ہزار نظیں بے کار تھیں۔ پس مصنف کو اگر فخر ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ اس نے زمین شور میں تخم ریزی نہیں کی اور پتھر میں جونک لگانی نہیں چاہی۔ اس نے ایک ایسی جماعت کو مخاطب کر دیا ہے جو بے راہ ہے پر گمراہ نہیں ہے وہ رستے سے بھٹکے ہوئے نہیں مگر رستے کی تلاش میں چپے راست نگران ہیں۔ ان کے ہنرمند ہونے میں مگر قابلیت موجود ہے۔ ان کی صورت بدل گئی ہے۔ مگر ہیولی باقی ہے۔ ان کے قومی اضمحلال ہو گئے۔ مگر زائل نہیں ہوئے۔ ان کے جوہر مٹ گئے ہیں مگر جلا سے پھر نودار ہو سکتے ہیں۔ ان کے عیبوں میں خوبیاں بھی ہیں مگر چھپی ہوئی۔ ان کے خاکستر میں چنگاریاں بھی ہیں مگر دبی ہوئی۔

یہ نظم جس میں قوم کی گزشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنا نظر تھا اگرچہ شرق کی عام نظموں کی نسبت نمائندہ سے خالی تھی۔ لیکن فرو گذاشت سے خالی نہ تھی۔ دوست کی نگاہ نکتہ چینی اور خورد گیری میں وہی کام کرتی ہے جو دشمن کی نگاہ کرتی ہے۔ دونوں یکساں عیبوں پر خورد گیری اور چشم پوشی کرتے ہیں۔ مگر دشمن اس غرض سے کہ عیب ظاہر ہوں اور خوبیاں مخفی رہیں۔ اور دوست اس خوف سے کہ مبادا خوبیوں کا غرور عیبوں کی اصلاح سے بازر کھے مصنف بھی جو کہ دوستی کا دم بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور ہوا اور ہنر گزشتی سے معذور رہا۔ مگر یہ اسلوب جس قدر غیرت دلانے والا تھا اسی قدر مایوس کرنے والا بھی تھا۔ مصنف کے دل کی آگ بھڑک بھڑک کر بجھ گئی تھی۔ اور اس کی انسر دگی الفاظ میں سراپت کر گئی تھی۔ نظم کا خاتمہ ایسے دل شکن اشعار پر ہوا جن سے تمام امیدیں منقطع ہو گئیں

اور تمام کوششیں رائیگاں نظر آنے لگیں۔ شاید اس خرابی کا تدارک کچھ نہ ہو سکتا اگر قوم کی توجہ مصنف کے دل میں ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئے خطاب کا مستحق نہ ٹھہراتی۔ گو قوم نہیں بہلی مگر اس کے تیور بدلتے جاتے ہیں۔ پس اگر تخمین کا وقت نہیں آیا تو نفرین ضرور کم ہونی چاہئے بعض اجاب کی تحریک نے ان خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ مقتضائے حال کے موافق اصل مسدس کے آخر میں لائق کیا گیا ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود نہ تھا لیکن اس مضمون کو چھپر کر طول سے بچنا ایسا ہی مشکل تھا جیسے سمندر میں کود کر ہاتھ پاؤں نہ مارنا۔ قدیم مسدس میں جب تہ تصرف کیا گیا ہے۔ شاید بعض تصرفات کو ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس ہو گیا تھا پسند نہ کریں مگر مصنف کا فرض تھا کہ دوستوں کی ضیافت میں کوئی ایسی چیز پیش نہ کرے جو خود اس کے مذاق میں ناگوار معلوم ہو۔ نظم نہ پہلے پسند کے قابل تھی اور نہ اب ہے۔ مگر الحمد للہ کہ درد اور سچ پہلے بھی تھا اور اب بھی ہے امید ہے کہ درد پھیلے گا اور سچ چمکے گا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ط



خَامِدًا وَمُصَلِّيًا

رُبَاعِي

پستی کا کوئی حد سے گزنا دیکھے اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
ماننے نہ کبھی کہ مد ہے ہر فرزند کے بعد دریا کا ہما سے جو اترنا دیکھے

مُسَدَس

کسی نے یقین لڑا سے جا کے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا
کہا دکھ جہاں میں نہیں کوئی ایسا کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہڈیاں سمجھیں

سبب یا علامت گران کو نبھائیں تو تشخیص میں سونکالیں خطائیں
دوا اور پرمیز سے جی چسرائیں یونہیں رقتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں

طبیبوں سے ہرگز نہ مانوس ہوں وہ

یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں وہ

یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے! بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے!

کنارہ ہے دور اور طوفانِ پیا ہے! گماں ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے!

نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی

پڑے سوتے ہیں بے خبر اہل کشتی

گھٹا سر پہ ادبار کی چھارہ ہی ہے فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے

نحوت پس و پیش منڈلا رہی ہے چپ و راستے یہ صدا آرہی ہے

کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم

ابھی جا گئے تھے ابھی سو گئے تم

پراس قوم غافل کی غفلت وہی ہے تیزل پہ اپنے قناعت وہی ہے

لمے خاک میں پر رعونت وہی ہے ہونی صبح اور خوابِ راحت وہی ہے

نہ افسوس انہیں اپنی ذلت پر ہے کچھ

نہ رشک اور قوموں کی عزت پر ہے کچھ

بہائم کی اور ان کی حالت سے، یکساں
نذولت سے نفرت نہ عزت کا ارماں
کہ جس حال میں ہیں اسی میں نہیں شاداں
نہ دوزخ سے ترساں نہ جنت کے خواہاں

یہا نقل و دیں سے نہ کچھ کام انہوں نے

کیا دینِ برحق کو بدنام انہوں نے

وہ دیں جس نے اعدا کو اخواں بنایا
دوسخس اور بہائم کو انساں بنایا

دندوں کو غمخوارِ دوراں بنایا
گڈریوں کو عالمِ کانسٹاس بنایا

وہ خطہ جو ہمت ایک فہوروں کا گلہ

گراں کر دیا اس کا عالم سے پتہ

عرب جس کا پھر چاہے یہ کچھ وہ کیا تھا
جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا

زمانہ سے پیوند جس کا جسدا تھا
نہ کشور ستاں تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سبایا

ترقی کا تھا واں تدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی نوح پرور
کے قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر

نہ کچھ ایسے سامان تھے واں منہر
کھول جس سے کھل جائیں دل کے سرسہر

نہ سبز و تھا صحرا میں پیدا از پانی

فقط آبِ باراں پہ تھی زندگانی

"

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں
لوؤں کی پیٹ بادِ مصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں
کھجوروں کے ٹھنڈا اور خازِ نغیلاں

نہ کھٹوں میں غنڈہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور نخل کا ننا اس کی تھی

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی
نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی
خدا کی زمیں بن جنتی سر بر تھی

پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پختی تھی واں بے مابا
کہیں تھا کو اکب پرستی کا چرچا
بتوں کا نسل سوں بوجا بجا تھا
تھے تھلیٹ پر دل سے شیدا

کرشموں کا راہب کے تھ اصد کوئی
طلسموں میں کاہن کے تھ اقد کوئی

وہ دنیا میں گھر سے پہلانڈا کا
خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل میں نشیتے تھے جس کو تاکا
کہ اس گھر سے اُلجے کا چشمہ بڑی کا

وہ تیر تھ تھا اک بُت پرستوں کا گویا
جہاں نامِ حق کا نہ تھا کوئی جو یا

قبیلے قبیلے کا بُت اک جُڑ تھا کسی کا ہُبل تھا کسی کا صف تھا
یہ عزتِ پاپ وہ ناکہ پُرف تھا اسی طرح گھر گھر نیا اک خُدا تھا

نہاں ابرِ ظلمت میں تھا مسِ اُلو

اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پر

چلن اُن کے جتنے تھے سب وحیاً ہر اک لوٹ اور مار میں ہتھ ایگانہ
فسادوں میں کُستا تھا اُن کا زمانہ نہ تھا کوئی وقت اُن کا تازیانہ

وہ تھے قتل و غارت میں چلاک ایسے

درندے ہوں جنگل میں بے باک ایسے

نہ ملتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھے تھے نہ جھکتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھے تھے
جو دشمنِ آپس میں اڑ بیٹھے تھے تو صد ہا قبیلے بگڑ بیٹھے تھے

بلند ایک ہوتا تھا گرواں شرارا

تو اُس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی صدی جس میں آدمی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کردی تھی جس نے صفائی تھی اک آگ ہر شو عرب میں لگائی

نہ جھگڑا کوئی ملک دولت کا تھا اوہ

کرشمہ اک اُن کی جہالت کا تھا اوہ

کہیں تھا موٹھی چرانے چھبگڑا کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے چھبگڑا
لب جو کہیں آنے جانے چھبگڑا کہیں پانی پینے پلانے چھبگڑا

یونہیں روز ہوتی تھی تکرار ان میں

یونہیں چستی رہتی تھی تموار ان میں

جو ہوتی تھی سپد اسی گھر میں خستہ تو خوفِ شہادت سے بے رحم نادر
پھرے دکھتی جب تھے شوہر کے تیوہ کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

جوان کی دن رات کی دل لگی تھی شراب ان کی گھنٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا، غفلت تھی، دیوانگی تھی غرض ہر طرح ان کی حالت بُری تھی

بہت اس طرح ان کو گزری تھیں صدیاں

کہ چھانی ہوئی نیسی کیوں پر تھیں بدیاں

یہ ایک ہونے غیرتِ حق کو حرکت بڑھا جانے بوقبیس ابرِ رحمت
ادا خاکِ بطنانے کی وہ ودیعت چلے آتے تھے جس کی ویسے شہادت

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا

دُعاے خلیل اور نویدِ مسیحا

ہوئے موعالم سے آثارِ ظلمت کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چپسکی مگر چاندنی ایک مدت

پہ چالیسویں سال لطفِ خدا سے
کیا چاند نے کھیتِ فارحرا سے

وہ نیوں میں رحمت لقب پانے والا مرادیں غریبوں کی برلانے والا
محصیت میں غیروں کے کام آنے والا وہ اپنے پرانے کا غم کھانے والا
فقیروں کا بلجِ ضعیفوں کا ماویٰ
یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفسد کا زیر و زبر کرنے والا قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے ٹوٹے قوم آیا
اور اک ننخہ کمییاستھ لایا

میں خام کو جس نے گنبدن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قزنوں سے تھا جمل چھپایا پٹ دی بس اک آن میں اسکی کایا
رہا ڈرنہ بیڑے کو موجِ بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا

پڑی کان میں دھات تھی اک نکستی نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جس کی
طبیعت میں جو اُس کے جوہر تھے اصلی نئے سب تھے مٹی میں مل کر وہ مٹی

پہ تھابنتِ علمِ قضاوتِ در میں
کہ بن جائے گی وہ طلا اک نظر میں

وہ فخرِ عربِ زیبِ محرابِ و نبر! مت اہل مکہ کو ہم سہرا لے کر!
گیا ایک دن حسبِ فرمانِ داور سونے دھت اور چڑھ کے کوہِ صفار

یہ فرمایا سب سے کہ اے اکِ غالب
بستھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب؟

کہا سب نے قول آج تک کوئی تیرا کبھی ہم نے زبھوٹا سنا اور نہ دیکھا
کہ اگر بستھتے ہو تم مجھ کو ایسا تو باور کرو گے اگر میں کہوں گا؟

کہ فوجِ گراں پشتِ کوہِ صفا پر
پڑی ہے کہ فوٹے تھیں گھاتِ پاکر

کہا تیری ہر بات کا یاں یقین ہے کہ بچپن سے صادق ہے تو اور میں ہے
کہا اگر میری بات یہ دل نشیں ہے تو سن لو خلاف اس میں اصلا نہیں ہے

کہ سب قافلہ یاں سے ہو جانے والا
ڈرو اُس سے جو وقت سے آنے والا

وہ بجلی کا کر دکھایا صوتِ ہادی غرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی اک آوازیں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پینامِ حق سے
کہ گونج اُسے دشتِ مجل نامِ حق سے

سبق چھ شریعت کا اُن کو پڑھایا حقیقت کا گران کو ایک اک بتایا
رماز کے بجزے ہوؤں کو بنایا بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں
وہ دکھلا دیئے ایک پردہ اٹھا کر

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیمیاں بھلائے تھے بنوں نے ملاک کے فرماں
زمانہ میں تھا دُور صہبائے بظلالاں مئے حق سے محرم نہ تھی زیمِ دُور

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خیمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انسانِ قضا اور جزا کے نہ آگاہ تھے مبراؤ منہ تہا کے
بگاتی تھی ایک اک نے لو ما سوا سے پڑے تھے بہت دُور بندے خدا کے

یہ سنتے ہی تھے اکیا گلہ سارا
مراشی نے لکار کر جب پچکارا

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لایق زبان اور دل کی شہادت کے لایق
اُسی کے ہیں نسلِ اطاعت کے لایق اُسی کی ہے سزا خدایت کے لایق

لگاؤ تو لو اُس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اُس کے آگے جھکاؤ

اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم اُسی کی طلب میں مرو گر مرو تم

مُبْتَزاً ہے شرکت سے اُسکی خدائی
نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں مدد و مرادنی سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرشش ہے رہبانِ اجار کی واں
نہ پرول ہے برابرِ واحرار کی واں

تم اوروں کی مائیند دھوکا نہ کھانا کسی کو خدا کا نہ بینا بنانا
مری حد سے رتبہ نہ میسرا بڑھانا بڑھا کر بہت تم نہ جھک کو گھٹانا

سب انساں ہیں واں جس طرح نہ ننگنہ
اُسی طرح ہوں میں بھی اک اُس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ کر نامری قبر پر سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم کہ جیپارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی

کہ بندہ بھی ہوں اُس کا اولیٰ بھی

اسی طرح دل اُن کا ایک اکے توڑا ہر اک قبلہ گنج سے مُنہ اُن کا موڑا
کہیں ماسوئے کا علاقہ نہ چھوڑا خداوند سے رشتہ بندوں کا جوڑا

کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے

دیئے سر جھکا اُن کے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پائیجا جب نشاں گنج دولت کا ہاتھ آ گیا جب
مجت سے دل اُن کا گر آ گیا جب سماں اُن پہ توجیہ دکا چھا گیا جب

رکھائے معیشت کے آداب اُن کو

پڑھائے تمدن کے سب باب اُن کو

جتانی اُنہیں وقت کی قدر و قیمت دلانی اُنہیں کام کی حرص و رغبت
کہا چھوڑیں گے سب آخر رفاقت ہو فرزند وزن اس میں یا مال و دولت

نہ چھوڑے گا پر ہاتھ ہرگز تمہارا

بھلائی میں جو وقت تم نے گزارا

غنیمت سے صحت علات سے پہلے فراغت و مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑھاپے کی رحمت سے پہلے اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے

فقیری سے پہلے غنیمت سے دولت
جو کرنا ہے کر لو کہ تھوڑی ہے مہلت

یہ کہہ کر کیا علم پر ان کو شیدا کہیں دور رحمت سے سب اہل دنیا
مگر وہی ان ہے جن کو ہر دم خدا کا ہے تعلیم کا یا سراجن میں چرچا
انہیں کیلئے یاں ہے نعمت خدا کی
انہیں رہے واں جا کے رحمت خدا کی

سکھائی انہیں نوع انسان پہ شفقت کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
کہ ہمایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت شب و روز پہنچاتے ہیں اُسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں
وہی ہر شے کیلئے چاہتے ہیں

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گرفت گزر جائے سر پر پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش میں پڑے

ڈرایا تعصبے ان کو یہ کہہ کر کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت کے باہر وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُس کے یاؤ

نہیں حق سے کچھ اُس جنت کو بہرہ

کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرہ

بچایا برائی سے اُن کو یہ کہہ کر کہ طاعت سے ترکِ معاصی ہے بہتر

تو رع کا ہے ذات میں جن کی جوہر نہ ہونگے کبھی عابد اُن کے برابر

کہ وہ ذکرِ اہلِ دُرع کا جہاں تم

نہ لو عابدوں کا کبھی نام وال تم

خبر تاکہ لو اس سے اپنی پرانی کہ بازو سے اپنے کرو تم کمانی

طلب ہے دُنیا کی گریاں نیت نہ کرنی پڑے تم کو دردِ گدائی

تو چکو گے والِ ماہِ کمال کی صورت

امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور تو نگر

اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر بنی نوع کے ہوں مددگار و یاد

نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز

اٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک گام ہرگز

تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طہبہ زمانہ مبارک مے جس کو ایسا
پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دُنیا نہ عیش میں جن کو اوروں کی پروا
نہیں اُس زمانہ میں کچھ نہیں برکت
اقامت سے بہت ہے اُس وقت رحلت

دیئے پھیر دل اُن کے مکھڑیا سے بھرا اُن کے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا انہیں کذب سے افترا سے کیا سُرخ و خلق سے اور خُدا سے
رہا قول حق میں نہ کچھ باک اُن کو
بس ایک شوب میں کر دیا پاک اُن کو

کہیں حفظِ صحت کے آئیں سکھائے سفر کے کہیں شوق ان کو دلائے
مفاد ان کو سوداگری کے بچھائے اصول ان کو فرماں دہی کے بتائے

نشان راہِ منزل کا ایک اک دکھایا
بنی نوع کا اُن کو رہبر بنایا
ہوئی ایسی عادتِ تعلیم غالب کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب کے بدلے گئے سب مشاب ہوئے روح سے بہرہ ور اُن کے قالب

جسے راج رد کر چکے تھے وہ شہر
ہو اُجا کے آخر کو فتایم سر پر

اطلاق

تکرار

ایزیت

جب اُنت کو بدل چکی حق کی نعمت
ابھی حق پہ باقی نہ بندوں کی محنت

ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
نبی نے کیا خلق سے قصدِ رحلت
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی
کہ دنیا میں جس کی مثالیں ہیں تھوڑی

سب اسلام کے ٹکبہ دار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے

سب اسلامیوں کے مددگار بندے
یتیموں کے رائیوں کے غوار بندے
روہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشہ میں منے حق کے سرشار سارے

جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
سرا حکام دیں پر جھکا دینے والے
کہانت کی بُنیاد ڈھا دینے والے
خدا کیلئے گھر ٹٹا دینے والے

ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف اُن میں باہم نہ گرتھا
جھگڑتے تھے لیکن جھگڑوں میں نہ گرتھا
تو بالکل مدار اس کا خالص پرتھا
خلاف آشتی سے خوش آئند ہرتھا

یہ تھی موعِ پسلی اس آزادی کی
ہر جس سے ہونے کو تھا بلغِ گیتی

نہ کھانوں میں تھی واں کھلف کی کلفت نہ پوشش سے مقصود تھی زیب دہنت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت

لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا

نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تھے اُن کے ایسے نگہبان ہو گلہ کا جسے نگہبان چوپان

سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں نہ تھا عباد و حُر میں تفاوت نمایاں

کینز اور بانو تھی آپس میں ایسی

زمانہ میں ماں جانی نہیں ہوں جیسی

رہتی ہیں تھی دوڑ اور بھاگ اُن کی فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُن کی

بھرتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی شریعت کے قبضہ میں تھی باگ اُن کی

جہاں کر دیا نرم زمانے وہ

جہاں کر دیا گرم مگر مانے وہ

کفایت جہاں چاہئے واں کفایت سخاوت جہاں چاہئے واں سخاوت

چچی اور تلی دشمنی اور محبت زبے و جہاں زبے و جہاں نفرت

مجھ کا حق سے جو ٹھک گئے اُس سہو بھی

تو کا حق سے جو رک گئے اُس سہو بھی

ترقی کا جس دم خیال اُن کو آیا اک اندھیتہا رُبعِ مسکوں میں چھپایا
مراک قوم پر تھا تنزل کا سایا بندی سے تھا جس نے سب کو گرایا

وہ نیشن جو ہیں آج گردوں کے تار

دُھند لکے میں پتی کے پنہاں تھے سار

نہ وہ دور دورہ تھا عبرتوں کا نہ یہ سخت و اقبال نصرتوں کا
پراگندہ دستِ رتھا یونانیوں کا پریشاں تھا شیرازہ ساسانیوں کا

جہاز اہلِ روما کا تھا ڈمگاتا

چراغِ اہلِ ایراں کا تھا ٹمٹماتا

ادھر ہند میں ہر طرف تھا اندھیرا کہ تھا گیان گُن کا لدا یاں سے ڈیرا
ادھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا کہ دل سب نے کیش و کنش سے تھا پھیرا

نہ بھگوان کا دھیمان تھا گیانیوں میں

نہ یزداں پرستی تھی یزدانیوں میں

ہوا ہر طرف موجبِ زن تھی بلا کی گلوں پر چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرشِ خطا کی پڑی لٹ رہی تھی ودیعتِ خدا کی

زمیں پر تھا ابرستم کا ڈڑیرا

تباہی میں تھا انواعِ انساں کا بیڑا

وہ تو میں جو ہیں آج غمخوارِ انساں دزدوں کی اور اُن کی طینت تھی یکساں
جہاں بدل کے آج جاری ہیں فرماں بہت دُور پہنچا تھا والِ ظلم و ظغیاں

بنے آج جو گلہ باں ہیں ہمارے

وہ تھے بھیڑیے آدمی نوارِ سارے

ہنر کا جہاں گرم بازار ہے اَب جہاں عقل و دانش کا بہوار ہے اَب

جہاں ابرِ رحمت گہرِ بار ہے اَب جہاں ہُن برستا لگتا رہے اَب

تمدن کا پیدائے تھا واں نشان تک

سمندر کی آئی نہ تھی موج واں تک

نہ رستہ ترقی کا کوئی کھلا تھا نہ زینہِ بلند ی پہ کوئی لگا تھا

وہ صحرا انہیں قطع کرنا پڑا تھا جہاں لٹش پاتا تھا نہ شورِ درِ اٹھا

جو نہیں کان میں حق کی آواز آئی

لگا کرنے خود ان کا دل رہنمائی

گھٹا اک پہاڑوں سے بطحا کے اٹھی پڑی چار ٹھونیک بیکِ نُصوم جس کی

کرک اور دمک دُور دُور اُس کی پہنچی جو ٹیگس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی

ہے اُس سے مُرَمِ آبِی نہ خاکی

ہری ہو گئی ساری کھیتی خُدا کی

کیا اہتوں نے جہاں میں اُجالا ہوا جس سے اسلام کا بول بالا
توں کو عرب اور عجم سے نکالا ہراک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبھالا

زمانہ میں پھیلائی توحید مطلق

لگی آنے گھر گھر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکوں کا بدوں میں پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں
ہوئی آتش افروزہ آتشکدوں میں لگی خاک سی اُن نے سب معدوں میں

ہوا کعبہ آباد سب گھر اُچر کر

جے ایک جا سارے دنگل بچھڑ کر

لئے علم و فن اُن سے نصرتیوں نے کیا کسب اخلاق روحانیوں نے
ادب اُن سے سیکھا صفا مانیوں نے کہا بڑھ کے لیک یزدانیوں نے

ہراک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا

کوئی گھر نہ دنیہ میں تاریک چھوڑا

ارسطو کے مردہ فنون کو چلایا فلاطون کو زندہ چھپر کر دکھایا
ہراک شہر و تہریہ کو یونان بنایا مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا برطرف پردہ چشم جہاں سے

جگایا زمانے کو خواب گراں سے

ہراک میکدہ سے بھرجا کے سانفر ہراک گھاٹے آئے میرا بھوک
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر گرہ میں لیا باندھ حکم مپیہر
کہ "حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو

جہاں پاؤ اپنا اُسے مال سمجھو

ہراک علم کے فن کے جو یا ہوئے وہ ہراک کام میں سبے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل دیکھتا ہوئے وہ سیاحت میں مشہور دنیا ہوئے وہ

ہراک ملک میں اُن کی پھیلی عمارت

ہراک قوم نے اُن سے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویراں مہیتا کتے سب کی راحت کے سماں
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیاباں انہیں کر دیا رشک صحراں گلستاں

بہا راب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

یہ ہموار ٹرکیں یہ راہیں مہصفا دو طرفہ برابر درختوں کا سایا
نشاں جا بجا میسل و فرسخ کے پرپا سررہ کوئیں اور سرائیں مہیتا

انہیں کے ہیں سب نے چر بے اتارے

اُسی قافلہ کے نشاں ہیں یہ سارے

سدا ان کو مرغوب سیر و سفر تھا ہر اک بڑا عظیم میں ان کا گزر تھا
تمام ان کا چھانا ہوا بحر و بر تھا جو لنگامیں ڈیرا تو بربڑ میں گھر تھا
وہ گنتے تھے کیساں وطن اور سفر کو
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو
جہاں کو ہے یاد ان کی قناراب تک کہ نقش قدم میں نموداراب تک
ملا یا میں میں ان کے آثاراب تک انہیں رور ہا ہے طیب باراب تک
ہمالہ کو ہیں واقعات ان کے ازبر
نشاں ان کے باقی ہیں حسب النظر پر
نہیں اس طبق پر کوئی بڑا عظیم نہ ہوں جس میں ان کی عمارت محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس و شام و ولیم بناؤں سے ہیں ان کی معمور عالم
سر کوہ آدم سے تا کوہ بیضا
جہاں جاؤ گے کھوج پاؤ گے ان کا
وہ سنگیں محل اور وہ ان کی صفائی جمی جن کے کھنڈروں پہ ہے آج کا نی
وہ مرقہ کہ گنبد تھے جن کے طلائی وہ معبد جہاں جو گھر تھی خدائی
زمانہ نے گو ان کی برکت اٹھائی
نہیں کوئی ویرانہ پر ان سے خالی

ہوا اُدس اُن سے گلزار یکسر جہاں اُن کے آثار باقی ہیں کھس
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر یہ ہے بیتِ مسر کی گویا زباں پر
کہ تھے آلِ عدنان سے میرے بانی
عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی
ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت اُن کی عیاں ہے بنیہ سے قدرت اُن کی
بطلیوس کو یاد ہے عظمت اُن کی چمکتی ہے قادس میں مسرت اُن کی
نصیب اُن کا اشبیلیہ میں ہے سوتا
شبِ دروز ہے قرطبہ اُن کو روتا
کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھے مساجد کے محرابِ دور جا کے دیکھے
ججازی امیروں کے گھر جا کے دیکھے خلافتِ کوزریوزر جا کے دیکھے
جلال اُن کا کھنڈروں میں ہے یوں چمکتا
کہ ہوا خاک میں جیسے کُنڈنِ دکتا
وہ بندہ کہ فخرِ بلادِ جہاں تھا ترو خشک پر جس کا سگر رواں تھا
گر جس میں عباسیوں کا نشان تھا عراقِ عرب جس سے رشکِ جہاں تھا
اڑا لے گئی بادِ سپندار جس کو
بہا لے گئی سیلِ تاتار جس کو

نئے گوشِ عبرت کے گرجا کے انساں تو واں ذرہ ذرہ یہ کرتا ہے اعلان
کہ تھا جن دنوں مہرا سلام تاباں ہوا یاں کی تھی زندگی بخشش دوراں

پڑی خاکِ ایتھنز میں جاں ہمیں سے

ہوا زندہ پھر نام یوناں ہمیں سے

وہ نقان و قسراط کے ڈر کمناں وہ اسرارِ بقبساط و درسِ فلاطوں

ارسطو کی تسلیم سولن کے قانون پڑے تھے کسی قبہ کمرئہ میں مدفون

ہمیں آکے مہر شکوت اُن کی ٹوٹی

اسی بلعِ رعناسے بُو اُن کی چھوٹی

یہ تھا علم پرواں توجہ کا عالم کہ ہو جیسے مجروح جو یاے مرہم

کسی طرح پیاس ان کی ہوتی نہ تھی کم بچھاتا تھا آگ اُن کی باراں نہ شبنم

صریح خلافت میں اونٹوں پہ لہ کر

چلے آتے تھے بصر یوناں کے دفتر

وہ تارے جو تھے شرق میں لعلِ لنگن پہ تھا اُن کی کرنوں سے تاغرب روشن

نوشتوں سے ہیں جن کے اب تک مژتین کتب خانہ پیرس و روم و لندن

پڑا غلغلہ جن کا تھا کشتوں میں

وہ سوتے ہیں بغداد کے مقبروں میں

وہ سنجار کا اور کوفہ کا میدان فراہم ہوئے جس میں مسلح دوران
گرہ کی مساحت کے پھیلائے سااں ہونی جزو سے قدر گل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوہ گرہ ہے

کہ عبا سیوں کی بجا وہ کہہ رہے
سمرقند سے انڈس تک سراسر انہیں کی رصد گاہیں تھیں جلوہ گزتر
سواد مرغہ میں اور قاسیوں پر زمیں سے صدا آ رہی ہے برابر
کہ جن کی رصد کے یہ باقی نشان ہیں

وہ اسلامیوں کے منجم کہاں ہیں
مورخ جو ہیں آج تحقیق والے نفع بخش کے ہیں جن کے آئیں زراے
جنہوں نے ہیں عالم کے دفتر کھنگالے زمیں کے طبق سرب سر جھان ڈالے
عرب ہی نے دل ان کے جا کر اُبھارے
عرب ہی سے وہ بھرنے سیکھے تراے

اندھیرا تو ایخ پر چھرا تھا ستارہ روایت کا گنہار ہا تھا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تھا شہادت کا میدان دُھندلار ہا تھا
سر رہ چسراغ اک عرب نے جلایا
ہر اک قافلہ کا نشان جس سے پایا

گردہ ایک جو یا تھا سلم نبی کا لگایا پتا جس نے ہر ہفتہ سڑی کا
نہ چھوڑا کوئی رخنہ کذبِ خفی کا کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا

کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون

نہ چلنے دیا کوئی باطل کا انصوں

اسی دُھن میں آساں کیا ہر سفر کو اسی شوق میں طے کیا جب و بر کو

سنا خازنِ علم دیں جس بشر کو لیا اُس سے جا کر خبہ اور اثر کو

پھر آپ اس کو پرکھا کسوٹی پر لکھ کر

دیا اور کو خود مزا اُس کا چکھ کر

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا مناقب کو چھپانا مثالب کو تایا

مشائخ میں جو تبحر نکلا جتایا اُنہ میں جو دلغ دکھیا بتایا

طہ سلم و رع ہر تغذس کا توڑا

نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال اور اسانید کے جو ہیں فتر گواہ اُن کی آزادگی کے ہیں یکسر

نہ تھا اُن کا احساں یہ اک اہل دیں پُر وہ تھے اس میں ہر قوم دلت کے رہبر

لبرٹی میں جو آج فاتح ہیں سب سے

بتائیں کہ لبرل بنے ہیں وہ کب سے

فصاحت کے دفتر تھے سب کا ذخیرہ
ادھر روم کی شمع انشا تھی مُردہ

بلاغت کے رستے تھے سب ناپُردہ
پچایک جو برق آگے کھجی عرب کی
گھٹی کی گھٹی رہ گئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی
وہ اشعار کی دل میں ریشہ روانی

سنی بر محل اُن کی شیوا بیانی
وہ خطبوں کی مانند دریا روانی
وہ جاڑو کے جلمے وہ فقرے فنوں کے
تو سمجھے کہ گویا ہم اب تکھے گونگے

سیلے کسی کو نہ تھا ملح و ذم کا
نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلمیق و وعظ و حکم کا
خزانہ تھا ہنوں زباں اور قلم کا

نوا سنیمیاں اُن سے سیکھیں یہ رہنے
زباں کھول دی سب کی نطق عرب نے

زمانہ میں بھلی طب اُن کی بدولت
ہوئی بہرہ و جس سے ہر قوم دولت
نہ صرف ایک مشرق میں تھی اُن کی شہرت
مسلم تھی مغرب تک اُن کی خداقت

سلز نو میں جو ایک نامی مطب تھا
وہ مغرب میں عطارِ رشکِ عرب تھا

ابو بکر مازی علی ابن عیسیٰ حکیم گرامی حسین ابن سینا
حسین ابن اٹحق تیس دانا ضیا ابن بیطار اس الاطب

انہیں کے میں مشرق میں سب نام لیا

انہیں سے ہوا پار مغرب کا کھیوا

غرض فن ہیں جو بایہ دین و دولت طبیعی - آئی - ریاضی و حکمت

طب لو کہمیا - ہندسہ اور میت ریاست - تجارت - عمارت - فلاح

لگاؤ گے کھوج ان کا جا کر جہاں تم

نشاں ان کے قدموں کے پاؤ گے واں تم

ہوا گو کہ پامال بُستاں عرب کا مگر اک جہاں ہے غزنواں عرب کا

ہر اگر گیا سب کو باراں عرب کا پدیدو سیر پر ہے اسال عرب کا

وہ قومیں جو ہیں آج سرتاج سب کی

کنونڈی رہیں گی ہمیشہ عرب کی

ہے جب تک ارکان اسلام برپا چلن اہل دیں کارنا سیدھا سادا

رہا میل سے شہد صافی مصفا رہی کھوٹ کے سیم خالص مُبرا

نہ تھا کوئی اسلام کامر میدان

علم ایک تھا شش جہت میں اوشاں

اپہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا گیا چھوٹا سر رشتہ دین ہدی کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا تو پورا ہوا عمدہ جو تھا خدا کا

کہ ہم نے بگاڑا نہیں کوئی اب تک
وہ بگڑا نہیں آپ دُنیا میں جب تک

بُرے اُن پر وقت آکے پڑنے لگے اب وہ دُنیا میں بس کرا بڑنے لگے اب
بھرے اُن کے میلے بچھرنے لگے اب بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب

ہری بھیتیاں جل گئیں لہما کر
گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھا کر

نثروت رہی اُن کی قائم نہ عزت گئے چھوڑا ساتھ اُن کا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اُن سے ایک ایک رخصت میں خوبیاں ساری نوبت بہ نوبت

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

اے کوئی ٹیلہ اگرا یا اونچیا کہ آتی تہوں سے نظر ساری دُنیا
چڑھے اُس پہ پھراک خرد مند رانا کہ قدرت کے دجل کا دیکھے مت اشنا

تو قوموں میں منسرق اس قدر پانیا کا وہ
کہ عالم کو زیر و زبر پائے گا وہ

وہ دیکھے گا ہر سو ہزاروں چمن وال
بہت نازہ تر صورتِ باغِ رضواں
بہت اُن سے کتر پسر سبز و خنداں
بہت خشک اور بے طراوت مگر ہاں

نہیں لائے گو برگ و بار اُن کے پونے

نظر آتے ہیں ہونہار اُن کے پونے

پھر اک باغ دیکھے گا اجڑا سراسر
جہاں خاک اُڑتی ہے ہر سو برابر
نہیں تازگی کا کسی نام جس پر
ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جس کی جل کر

نہیں پھول پھل جس میں آنے کے قابل

بُوٹے روکھ جس کے جلانے کے قابل

جہاں زہر کا کام کرتا ہے ہاں
جہاں آکے دیتا ہے روا بر نیساں
تردے جو اور ہوتا ہے ویراں
نہیں راس جس کو غزاں اور بہاراں

یہ آواز سپہیم وہاں آرہی ہے

کہ اسلام کا باغ ویراں ہی ہے

وہ دینِ حجازی کا بیسباک بڑا
نشاں جس کا اقتصائے عالم میں پہنچا
مراجم ہوا کوئی خطرہ نہ جس کا
نہ نماں میں ٹھکانہ قسزم میں جھجکا

کنے پے پیر جس نے ساتوں نمند

وہ دُوبا دبا نے میں گنگا کے آکر

اگر کان دھر کر سنیں اہل عبرت تو سیلون سے تا کشمیر و تبت
زیریں رُود کھن بھول پھول پھول پر تبت یہ فریاد سب کر رہے ہیں جسرت
کہ کل فخر تھا جن سے اہل جہاں کو لگا ان سے عیب آج ہندوستان کو
حکومت نے تم سے کیا اگر کنارا تو اس میں نہ تھا کچھ تمہارا اجارا
زمانہ کی گردش سے ہر کس کو چارا کبھی یاں سکندر کبھی یاں ہے دارا
نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی جو ہے آج اپنی تو گل ہے پرانی
ہوئی مقضی جب کہ حکمت خدا کی کہ تسلیم جاری ہو خیر الوری کی
پڑے دُھوم عالم میں دین ہدی کی تو عالم کی تم کو حکومت عطا کی
کہ پھیلاؤ دُنیا میں حکم شریعت کرو ختم بندوں پہ مالک کی مُخت
ادا کر چُکے جب حق اپنا حکومت رہی اب نہ اسلام کو اُس کی حاجت
مگر حیف اے خنجر آدم کی اُمت ہوئی اذیت بھی ساتھ اُس کے نصرت
حکومت تھی گویا کہ ایک جھول تم پر کہ اڑتے ہی اُس کے نکل آئے جو ہر

طلب بر حکم

تسلط الی اسلام

ملی اور ملت

ننانہ میں ہیں ایسی قومیں بہت سی
پرافت کہیں ایسی آئی نہ ہوگی
نہیں جن میں تخصیص فرمائی کی
کہ گھر گھر بیجا چھاگئی آکے پستی

چکورا اور شہباز سب اوج پر ہیں

مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں

وہ ملت کہ گردوں چس کا قدم تھا
ہراک کھونٹ میں جس کا پر علم تھا

وہ فرقہ جو آفاق میں مخترم تھا
وہ اُمت لقب جس کا خیر الام تھا

نشاں اُس کا باقی ہے صرف استعدیاں

کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مُسلمان

وگر نہ ہماری رگوں میں لٹھیں
ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں

دلوں میں زبانوں میں اور گفتگو میں
طبیعت میں فطرت میں عادت میں غم میں

نہیں کوئی ذرہ نجاست کا باقی

اگر ہو کسی میں تو ہے اتفاتی

ہماری ہراک بات میں بخلہ پن ہے
کینوں سے بتر ہمارا چلن ہے

لگا نام آبا کو ہم سے گمن ہے
ہمارا قدم ننگِ اہل وطن ہے

بزرگوں کی توقیر کھوئی ہر ہم نے

عرب کی شرافت بُھوئی ہر ہم نے۔

نہ توہنوں میں عزت نہ مجلسوں میں وقعت
نہ پانوں سے الفت نہ غیروں سے نفرت
مزاجوں میں سستی دماغوں میں نخوت
خیالوں میں پستی کمالوں سے نفرت

عداوت نہاں دوستی آشکارا

غرض کی تواضع غرض کی مارا

نااہل حکومت کے ہمارا ہیں ہم
نہ درباریوں میں سرفراز ہیں ہم

نہ علموں میں شایان اعزاز ہیں ہم
نہ صنعت میں حرفت میں ممتاز ہیں ہم

نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت نوکری میں

نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

تترنزل نے کی ہے بُری گت ہماری
بہت دُور پہنچی ہے نکت ہماری

گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہیں کچھ ابھرنے کی صورت ہماری

پڑے ہیں اک اُمید کے ہم سہاے

توقع چہنت کی بیعتے ہیں ساے

سیاحت کی گوں میں نہ مردِ سفر ہیں
خُدا کی خدائی سے ہم بنے خبریں

یہ دیواریں گھر کی جو پیش نظر ہیں
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہیں

ہیں نالاب میں مچھلیاں کچھ فرام

وہی اُن کی دُنیا وہی اُن کا عالم

بہشت اور ارم سلبیل اور کوثر پہاڑ اور جبل جزیرے سمند
اسی طرح کے اور بھی نام کثیر کتابوں میں پڑھتے رہے ہیں برابر
پہ جب تک نہ دیکھیں کہیں کس نقیض پر

کہ یہ آسماں پر ہیں یا ہیں زمین پر
وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت وہ شائستہ لوگوں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا اس البضاعت وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبادت

نہیں اُس کی وقعت نظر میں ہماری

یونہیں مُفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیا تو ہو گا کم و بیش بار اُس کا دینا
مگر ہاں وہ سرمایہ دین و دنیا کہ ایک ایک لمحہ ہے انمول جس کا
نہیں کرتے خست اڑانے میں اُس کے

بہت ہم سخی ہیں اٹانے میں اُس کے

اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ جو بن میں کل کیلئے کچھ فراہم یونہیں گزرنے جاتے ہیں دن رات پہ ہم

نہیں کوئی گویا خب سردار ہم میں

کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

گڈریے کا وہ حُکم بردار کتا
کہ بھٹیروں کی بر دم ہے رکھوال کرنا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھر کا
تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے پھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہم سے بتر

کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر
وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں
ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں
ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں

اُسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا
بہت دُور ابھی اُن کو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ
کبھی یہ محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبو تے نہیں وہ
کوئی لمحہ بے کار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اکتاتے ہیں وہ
بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں
جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
جہاں میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں
زمانہ سے کچھ ایسے فاسخ نشین ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا
وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنّا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی خود اقبال ہے آج اُن کا اسلامی
تجارت میں امت از دولت میں نامی زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی

نفاخ ہیں اولاد کی تربیت سے

نہ بے فکر ہیں قوم کی تقویت سے

فکان اُن کی ہے اور بازار اُن کا بیخ اُن کا ہے اور بہوار اُن کا

زمانہ میں پھیلا ہے بیوپار اُن کا ہے پیرو جواں بر سر کار اُن کا

مدار اہلکاری کا ہے اب اُنہیں پر

اُنہیں کے ہیں آفس اُنہیں کے ہیں دفتر

مُعزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ

نہ رُسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ

نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اُنکو

نہ محنت مشقت سے کچھ عار اُن کو

جو گرتے ہیں گر کر سنبھل جاتے ہیں وہ پڑے زد تو بیچ کر نکل جاتے ہیں وہ

ہراک سانچے میں جا کے ڈھل جاتے ہیں وہ جہاں رنگ بدلا بدل جاتے ہیں وہ

ہراک وقت کا مقتضی جانتے ہیں

زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہیں

زندگی کی منزلت

یہ ہیں ڈھنگ اُن تازہ آفت زدوں کے بہت کم زمانہ ہوا جن کو بگڑے
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے کہ میں کس کے بیٹے وہ اور کس کے پوتے

جنہیں دیں پردیں سب جانتے ہیں

حسب اور نسب جن کا پہچانتے ہیں

مگر مٹ چکا جن کا نام و نشان ہے پڑانی ہوئی جن کی اب داستاں ہے

فسانوں میں قصوں میں جن کا بیاں ہے بہت نسل پر تنگ اُنکی جساں ہے

نہیں اُن کی قدر اور پریش کہیں اب

انہیں بھیک تک کوئی دیتا نہیں اب

بہت آگ چلبوں کی سُلگانے والے بہت گھاس کی گھڑیاں لانے والے

بہت در بدر مانگ کر کھانے والے بہت فاتے کر کر کے مرجانے والے

جو پوچھو کہ کس کان کے ہیں وہ جوہر

تو نکلیں گے نسل ٹلوک اُن میں اکثر

انہیں کے بزرگ ایک دن جگر اُن تھے انہیں کے پرستار پیرو جواں تھے

یہی ماہرین عاجز و ناتواں تھے یہی مرجع دلیلم و اصفہاں تھے

یہی کرتے تھے ٹک کی گلہ بانی

انہیں کے گھروں میں تھی صاحبقرانی

یہ اے قومِ اسلامِ عبرت کی جا ہے کہ شاہوں کی اولاد در در گدا ہے
چسے سنے افلاس میں مبتلا ہے چسے دیکھے سُفلس و سبب نوا ہے

نہیں کوئی ان میں کمانے کے قابل

اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانے کے قابل

نہیں مانگنے کا طریق ایک ہی یاں گدائی کی ہیں صورتیں نت نئی یاں
نہیں حصر کنگلوں پہ گدیہ گری یاں کوئی دے تو سنگتوں کی ہے کیا کی یاں

بہت ہاتھ پھیلائے زیرِ ردا ہیں

چھپے اُجلے کپڑوں میں اکثر گدا ہیں

بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی بہت بن کے خود سیدِ خاندانی

بہت سیکھ کر نوحہ و سوزِ خوانی بہت مہج میں کر کے رنگیں بیانی

بہت آستانوں کے خدام بن کر

پڑے مانگتے کھاتے پھرتے میں ردا

مُشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں ہنس راور پیشہ کو جو خوار سمجھیں

تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں فس رنگی کے پیسے کو مدار سمجھیں

تن آسانیاں چاہیں اور ابرو بھی

وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

کریں نوکری بھی تو بے عزتی کی
جو روٹی کس میں تو بے حرمتی کی
کہیں پائیں خدمت تو بے عزتی کی
قسم کھائیے ان کی خوش قسمتی کی

ایسروں کے بنتے ہیں جب یہ صاحب
تو جاتے ہیں ہو کر محبت سے تاب

کہیں ان کی صحبت میں گانا بجانا
کہیں مسخرہ بن کے ہنسا ہنسانا
کہیں پھبتیاں کہہ کے انعام پانا
کہیں چھپڑ کر گالیاں سب کے کھانا

یہ کام اور بھی کرتے ہیں پر نہ ایسے

مسلمان بھائی سے بن آئیں جیسے

ایسروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیسا ہے
خمیر ان کا اور ان کی طبیعت جدا ہے
سزاوار ہے ان کو جو ناسزا ہے
روا ہے انہیں سب کہ جو ناروا ہے

شریعت ہوئی ہے نہ کو نام ان سے

بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے

ہر اک بول پر ان کے مجلسِ فدا ہے
ہر اک بات پر واں درست اور بجا ہے
نہ گفتار میں ان کی کوئی خطا ہے
نہ کردار ان کا کوئی ناسزا ہے

وہ جو کچھ کہیں، کہہ سکے کون ان کو

بنا یا نہ میوں نے فرعون ان کو

وہ دولت کہ ہے مایہ دین و دنیا ، وہ دولت کہ ہے توشہ راہِ عقبی
سیلاب نے کی جس کی حق سے تبتا بڑھا جس سے آفاق میں نامِ کسریٰ

کیا جس نے حاتم کو مشہورِ دوراں

کیا جس نے یوسف کو مسجودِ انواں

بلا ہے یہ فخر اس کو ان کی بدولت کہ سمجھی گئی ہے وہ اصلِ شقاوت

کہیں ہے وہ سرمایہٴ جہل و غفلت کہیں نشہٴ بادہٴ کبر و نخوت

جہاں کے لئے جو کہ آبِ بقا ہے

وہ اس قوم کے حق میں تہی دوا ہے

ادھر مال و دولت نے یاں مزد دکھایا ادھر ساتھ ساتھ اس کے ادبار آیا

پڑا آ کے جس گھر پر ثروت کا سایا عمل واں سے برکت نے اپنا اٹھایا

نہیں راں یاں چار پیسے کسی کو

مبارک نہیں جیسے پر چوٹی کو

سمجھتے ہیں سب عیب جن عادتوں کو بہائم سے نسبت ہے جن سیرتوں کو

چھپاتے ہیں اوباش جن خصلتوں کو نہیں کرتے اجلاف جن حرکتوں کو

وہ یاں اہلِ دولت کو ہیں شیرِ مادر

زخوفِ خُراہے نہ شرمِ پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی . تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی

پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے

یو نہیں مٹگئے یاں ہزاروں گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اُن کو اصلاً نہ انجام کا اپنے کچھ اُن کو کھٹکا
نہ فکر اُن کو اولاد کی تربیت کا نہ کچھ ذلت قوم کی اُن کو پروا

نہ حق کوئی دنیا پہ اُن کا نہ دیں پر

خدا کو وہ کیا منہ دکھائیں گے جا کر

کسی قوم کا جب اُلٹا ہے دفتر تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تو نگر
کمال اُن میں رہتے ہیں باقی نہ جوہر نہ عقل اُن کی ہادی نہ دین اُن کا برسہ

نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا

نہ عقلمی میں دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ منظوم کی آہ وزاری سے دُنا نہ مفلوک کے حال پر جسم کرنا
ہوا و ہوس میں خودی سے گُزنا تعیش میں جینا ناشس پہ مڑنا

سدا خوابِ غفلت میں بہوش رہنا

دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشاں اگر قحط سے اک جہاں ہے تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں مہاں ہے
اگر بارغ اُمت میں فصلِ خزاں ہے تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلِ فشاں ہے

بنی نوعِ انساں کا حق اُن پر کیا ہے

وہ اک نوع - نوعِ بشر سے جدا ہے

کہاں بندگانِ ذلیل اور کہاں وہ بسر کرتے ہیں بے غم قوتِ مہاں وہ
پہنتے نہیں جُبرِ سمور و کتاں وہ مکاں رکھتے ہیں رشکِ خلدِ جہاں وہ

نہیں چلتے وہ بے سواری قدم بھر

نہیں رہتے بے نغمہ ساز دم بھر

کمر بستہ ہیں لوگِ خدمت میں اُن کی گلِ ولالہ رہتے ہیں صحبت میں اُن کی
نفاست بھری ہے طبیعت میں اُن کی نزاکت سوداں ہے عادت میں اُن کی

دواؤں میں مُشک اُن کی اُٹھتا ہر ڈھیروں

وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہم جنس کیونکہ نہیں ہیں جن کو زمانے سے دم بھر
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو ذکر نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی

جو تدمیر اُٹی تو وقت دیر کھوٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کُنسبہ خُدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا خلاق سے ہر جس کو ریشہ و لا کا

یہی ہے عبادتِ یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

عمل جن کا ہے اس کلامِ تمہیں پر وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوق ہے اُن کو کسین و ہمیں پر مار آدمیت کا ہے اب اُنہیں پر

شریعت کے جو ہم نے پیمان توڑے
وہ لے جا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہیں گمراہ جن کو مسلمان نہیں جن کو عقبیٰ میں امیہ و غفراں
نہ حصّہ میں فردوس جن کے نہ رضواں نہقت دیر میں جو جن کے نہ غلاماں

پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جن کا
حمیم آب و زقوم کھانا ہے جن کا

وہ نلک اور ملت پہ اپنی خدا ہیں سب آپس میں ایک اک کے حاجت و اہیں
اُولو لعلم ہیں اُن میں یا انسیا ہیں طلب گار بہبودِ خلقِ خدا ہیں

یہ تمغا تھا گویا کہ حصّہ اُنہیں کا
کہ حُبُ الوطن ہے نشانِ مومنین کا

امیروں کی دولت غریبوں کی ہمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرات
ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت
سپاہی کے ہتیار شاہوں کی طاقت

دلوں کی امیدیں انگلوں کی خوشیاں

سب اہل وطن اور وطن پر ہیں تیراں

عروج اُن کا جو تم عیساں دیکھتے ہو
میتھ اُن کا سارا جہاں دیکھتے ہو
جہاں میں انہیں کامراں دیکھتے ہو
انہیں بتر از آسماں دیکھتے ہو

پر شمرے ہیں اُن کی جوانمردیوں کے

نتیجے ہیں آپس کی ہمدیوں کے

غنی ہم میں ہیں جو کہ اربابِ ہمت
اگر ہے مثلِ نَخ سے اُن کو عقیدت
مُسلم ہے عالم میں جن کی سخاوت
تو ہے پیر زادوں پر وقف اُن کی دولت

نیکتے ہیں دن رات واں عیش کرتے

پر نوکر ہیں جتنے وہ بھوکے ہیں مرتے

عمل و اعظوں کے اگر قول پر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے
تو بخشش کی امید بے صرف زہے
تو روزِ حساب اُن کو پھر کس کا ڈر ہے

اگر شہر میں کوئی مسجد بنا دی

تو فردوس میں نیو اپنی جمادی

عمارت کی بنیاد ایسی اٹھانی نہ نکلے کہیں ٹمک میں جس کا ثانی
تاشوں میں ثروت بڑوں کی اڑانی نمائش میں دولت خُدا کی لُٹانی
چھٹی بیاہ میں کرنے لاکھوں کے ساہ
یہیں اُن کی خوشیاں یہ ہیں اُنکے اراں

مگر دینِ برحق کا بوسیدہ ایواں تزلزل میں مُتکے سے ہیں جس کے ارکاں
زمانہ میں ہے جو کوئی دن کا مہساں نہ پائیں گے ڈھونڈا جسے پھر مُسماں
عزیزوں نے اُس سے توجہ اٹھالی
عمارت کا ہے اُس کی اللہ والی

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں وہ درویش و سلطاں کی اُمید گاہیں
کھلیں تھیں جہاں علمِ باطن کی راہیں فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذبِ آسمی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علمِ شریعت کے ماہر کہہ رہے ہیں وہ اخبارِ دین کے مُبقر کہہ رہے ہیں
اصولی کہہ رہے ہیں مناظر کہہ رہے ہیں مُحدث کہاں ہیں مُفسر کہہ رہے ہیں
وہ مجلس جو کل سرِ بستر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹا تا نہیں واں

مدارس وہ تعلیم دیں گے کہاں میں مرحلہ وہ علم و تقیہ کے کہاں ہیں
وہ ارکانِ شرع متین کے کہاں ہیں وہ وارثِ رسولِ امیں کے کہاں ہیں

رہا کوئی اُمت کا لہجہ نہ ماوے

ذاتِ ارضیٰ مُنفتی نہ صُوفی نہ مُلا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے فترے کہاں ہیں وہ علمِ الہی کے منظرے
چلی ایسی اس بزم میں بادِ صرصر بھجیں متعلیٰ نورِ حق کی سراسر

رہا کوئی سماں نہ مجلس میں باقی

صراحی نہ ظنِ بوجہِ مُطرب نہ ساقی

بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ اُمت سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں درگاؤں نوبت بہ نوبت پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیلِ دولت

یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب

لقب اُن کا ہے وارثِ انبیاء اب

بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر نہیں ذاتِ والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے لے کے اس کے کہ تمھے اُن کے اسلافِ مقبولِ داور

کرشمے میں جا جا کے جھوٹے دکھاتے

مُریدوں کو ہیں ٹوٹتے اور کھاتے

یہ ہیں جاہدہ پیائے راہِ طریقت مقامِ ان کا ہے ماورائے شریعت
انہیں پر ہے ختم آج کشف و کرامت انہیں کے ہر قبضہ میں بندوں کی قسمت

یہی ہیں مُراد اور یہی ہیں مُرید اب

یہی ہیں جنبید اور یہی بازید اب

بڑھے جس سے نفرت وہ تیر کر کرنی جگر جس سے شق ہوں وہ تھیر کر کرنی
گنہگار بندوں کی تختیہ کر کرنی مُسلمان بھائی کی تکفیر کر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمسائے طرفیہ

یہ ہے ہادیوں کا ہمسائے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اُن سے جائے تو گردن پہ بارِ گراں لے کے آئے

اگر بد نصیبی سے شک اس میں لائے تو قطعی خطابِ اہلِ دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اُس کی نکلا زباں سے

تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے

کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھیلاتے کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے

کبھی خوک اور سگ ہیں اُس کو بتاتے کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے

سنتوں چشمِ بددور ہیں آپ دیکھ کے

نمونہ ہیں خُلقِ رُسولِ امین کے

جو چاہے کہ خوش اُن سے مل کر ہواں
تو ہے بشرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشاں سجدہ کا ہو جس پر نہایاں
تشریح میں اُس کے نہ ہو کوئی نقصاں

بسیں بڑھ رہی ہوں نہ ڈاڑھی چپڑھی ہو
اِزار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

عقائد میں حضرت کا ہم دستاں ہو
ہر اک اصل میں فسق میں ہم زباں ہو
حریفوں سے اُنکے بہت بدگماں ہو
مریدوں کا اُن کے بڑا مدد خواں ہو

گر ایسا نہیں ہے تو مردود دیں ہے
بزرگوں کو ملنے کے قابل نہیں ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا
کہ شیدا تھے اُن پر ہیود اور نصاریٰ
گواہ اُن کی نرمی کا قرآن ہے سارا
خود اَلَّذِیْنَ یُسِّرْنَ بِنِیِّ نَیِّ مَکَّارَا

مگر یاں کیا ایسا دشوار اُن کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار اُن کو

نیک اُن کی اخلاق میں رہنمائی
نہ باطن میں کی اُن کے پیدا صفائی
پہ احکام ظاہر کی لئے یہ بڑھائی
کہ ہوتی نہیں اُن سے دم بھر ربائی

وہ دیں جو کہ چشہ تھا حُشِق کو کا
کیا قلتیں اس کو غسل و وضو کا

سداہل تحقیق سے دل میں بل ہے حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے
فتادوں پہ بالکل مدارِ عمل ہے ہر اک رائے قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات باہم کبھی ہوں نہ سیدھی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدم

سب اس میں گرفت اچھوٹے بڑے ہیں
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

کرنے غیر گریب کی پوجا تو کافر جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
تجھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر کو اکب میں مانے کر شہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا رکھ آئیں اماموں کا ترس نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں شہیدوں سے جا جا کے ہمیں عائیں

نہ تو حید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

۱۰

۱۱

۱۲

وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں ہوا جلوہ گر حق زمیں وزماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گمساں میں وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں

وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان

تعصب کہ ہے دشمن نوعِ انساں بھرے گھر کئے بیکڑوں جس نے دیراں

ہوئی بزمِ نمود جس سے پریشاں کیا جس نے فرعون کو نذرِ طوفاں

گیا جوش میں بولوب جس کے کھویا

ابو جہل کا جس نے بیسٹرا ڈبویا

وہ یاں اکِ عجب بیس میں جلوہ گر ہو چھپتا جس کے پرے میں اس کا ضرہ ہو

بھرا زہر جس جسام میں سر بر ہو وہ آبِ لبث ہم کو آتا نظر ہو

تعصب کو اکِ جزو دیں سمجھے ہیں ہم

جہنم کو خلدِ بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے تسلیم دی ہے کہ جو کامِ دینی ہے یاد نبوی ہے

مخالف کی ریس اُس میں کرنی بُری ہے نشاںِ غیرتِ دینِ حق کا یہی ہے

مخالف کی اُلٹی ہر اک بات سمجھو

وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم کر رہے راست پر اُس کا پاؤ
پڑیں اس میں جو دقتیں وہ اٹھاؤ
تو تم سیدھے سستے سکتے کے جاؤ
لگیں جس قدر ٹھوکرین اُس میں کھاؤ

جو نکلے جہاز اُس کا بچ کر بھنور سے
تو تم ڈال دو ناؤ اندر بھنور کے

اگر مسخ ہو جائے صورت تمہاری
بدل جائے بالکل طبیعت تمہاری
بہا تم میں مل جائے سیرت تمہاری
سراسر بچر جائے حالت تمہاری

تو سمجھو کہ ہے حق کی ایک شان یہ بھی
ہے ایک جلوہ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسی کو
نہ حاصل یہ کھانوں میں لذت کسی کو
نہ انسلاق میں تم پہ سبقت کسی کو
نہ پیدا یہ پوشش میں زینت کسی کو

تمہیں فضل ہر علم میں بڑا ہے
تمہاری جہالت میں بھی ایک ادا ہے

کوئی چپینہ سمجھو نہ اپنی بُری تم
حمایت میں ہو جب کہ اسلام کی تم
رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم
تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم

بدی سے نہیں مومنوں کو مضرت
تمہارے گنہ اور اوروں کی طاعت

مُخالف کا اپنے اگر نام لیجے تو ذکر اُس کا ذات سے خواری کیجے
کبھی بھول کر طسح امیں نہ دیجے قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے
گنہا ہوں سے ہوتے ہو گویا بُسترا
مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبسترا
نہ سُنی میں اور جعفری میں ہو اُفت نہ نعمانی و شافعی میں ہو اُفت
و بانی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلد کرے ناقلد پہ لعنت
سے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پر ہنسنے سارا عالم
کرے کوئی اِصلاح کا اگر ارادہ تو شیطان سے اُس کو سمجھو زیادہ
جسے ایسے مُفسد سے ہے استفادہ رہِ حق سے ہے برطرف اس کا جادہ
شرعیّت کو کرتے ہیں برباد و دونوں
ہیں مردود شگرد و اُستاد دونوں
وہ دین جس نے اُفت کی بنیاد ڈالی کیا طبع دوراں کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جس نے نوالی ہر اک قوم کے دل سے نفرت نکالی
عرب اور حبش ترک و تاجیک و عجم
ہوئے سارے شیعہ و مشرک مل کے باہم

تعب نے اس صاف چشمہ کو آکر کیا بغض کے خار و خس سے مگنڈر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر نفاق اہل قبیلہ میں پھیلا سراسر

نہیں دستیاب ایسے اب دس سُلاں
کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے مُصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب ایک اک کے باہم مددگار ہوتے عزیزوں کے غم میں دل افکار ہوتے

جب اُلفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الام ہم

اگر جھوٹے ہم نہ قولِ ہمیں برادر کہ ہیں سب سُلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور معین اُس کا ہے خود خد اور خد داور

تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

وہ گھر جس میں دل ہوں مے سب کے باہم خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار و بہم
اگر ایک خوش دل تو گھر سارا غم اگر ایک غمگین تو دل سب کے پر غم

مبارک ہے اس قصہ تراہنشی سے
جہاں ایک دل ہو مگنڈر کسی سے

اگر ہومدار اس تحقیق دیں گا کہ ہے دین والوں کا بزناؤ کیسا
کھرا ان کا بازار ہے یا کہ کھوٹا ہے قول دسترار ان کا جھوٹا کہ پٹھا

تو ایسے نمونے بہت شاذ ہیں یاں

کہ اسلام پر جن سے قائم ہو بڑیاں

مجالس میں غیبت کا زور اس قدر ہے کہ آلودہ اس خون میں ہر بشر ہے

زبھائی کو بھائی سے یاں درگزر ہے نہ لٹا کو صوفی کو اس سے حذر ہے

اگر نشترے ہو غیبت میں پنہاں

تو ہوشیار پائے نہ کوئی مسلمان

جنہیں چار پیسے کا مقدور ہوجیاں سمجھتے نہیں ہیں وہ انساں کو انساں

موافق نہیں جن سے ایام دوراں نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شاداں

نشر میں تکبر کے ہے چور کوئی

خسد کے مرض میں ہے رنجور کوئی

اگر مرج خلق ہے ایک بھائی نہیں ظاہرا جس میں کوئی بڑائی

بھلا جس کو کہتی ہے ساری خندانائی ہراک دل میں عظمت ہے جس کی سمائی

تو پڑتی ہیں اس پر نگاہیں غضب کی

کھٹکتا ہے کانٹا سا نظروں میں سب کی

انصاف الیہ

غیبت

تعلیم

بجرتا ہے جب قوم میں کوئی بن کر ابھی غبت و اقبال تھے جس کے یاؤ
ابھی گردنیں ٹھکتی تھیں جس کے در پر مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر

تو ظاہر میں کڑھتے ہیں پر خوش ہیں جی میں
کہ ہمدرد ہات آیا اک مُفلسی میں

اگر اک جو اندر ہمدرد انسان کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اس پر لگائے یہ بہتال کہ ہے اس کی کوئی غرض اس میں نہیال
وگرنہ پڑی کیسا کسی کو کسی کی
یہ چالیں سراسر ہیں خود مٹلی کی

نکالے گران کی بھلائی کی صورت تو ڈالیں جہاں تاکنے اس میں کھنڈت
نہیں کامیابی میں گر اس کی شہرت تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت
منہ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا
نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

اگر پاتے ہیں دو دلوں میں صفائی تو ہیں ڈالتے اس میں طرح جُبدائی
ٹھنسی دو گرو ہوں میں جس دم لڑائی تو گویا تمہا ہمارا بر آئی
بس اس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہیں ایسا مرغوب کوئی

کربانی

بہترین

فداکاری

تغلب میں بنیستی میں دغا میں نمود اور بناوٹ فریب اور ری میں
سعایت میں بہتان میں فستری میں کسی بزم بیگانہ و آشنا میں

نہ پاؤ گے رسوا و بدنام ہم سے

بڑھے پھر نہ کیوں شان اسلام ہم سے

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت کے حاصل کہ انساں کو ہر طرح کرتے ہیں مائل

کسیں احمقوں کو بنا تے ہیں حاصل کسیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں مائل

کسی کو امارا کسی کو چڑھایا

یونہیں سیکڑوں کو اسامی بنایا

روایات پر حاشیہ اک چڑھانا قسم چھوٹے وعدوں پر سو بار کھانا

اگر مہر کرنا تو حد سے بڑھانا مذمت پر آنا تو طوفاں اٹھانا

یہ ہے روزمرہ کا یاں اُنکے عنوان

فصاحت میں بے مثل ہیں جو مسلمان

لے جاتے ہیں بڑا اپنا دشمن ہمالے کے کرے عیب جو ہم پر روشن

نصیحت سے نفرت ہے باصحران بن سمجھتے ہیں ہم رہنماؤں کو رہزن

یہی عیب ہے سب کو کھویا ہے جس نے

ہمیں ناو بھس کر ڈبویا ہے جس نے

وہ عہد نبیوں جو خیر القرون تھا خلافت کا جب تک کہ قائم ستوں تھا
بتوت کا سایہ ابھی رہنوں تھا سماں خیر و برکت کا ہر دم فرول تھا

عدالت کے زیور سی تھے سب مزین

پھلا اور پھولا تھا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اس زمانہ کی یہ تھی کہ جھکتی تھی گردن نصیحت پر سب کی
ذکر تے تھے خود قول حق سے خموشی نہ لگتی تھی حق کی نہیں بات کر دوی

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا

خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا

نبی نے کہا تھا انہیں فخر امت جنہیں خلد کی لچپکی تھی بشارت
مسلم تھی عالم میں جن کی عدالت رہا مفتخر جن سے تختِ خلافت

وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے درو

کہ شر میں اپنا کہیں عیب نہ کر

مگر ہم کہ ہیں دام و دہم سے بہتر نہ ظاہر کہیں ہم میں خوبی نہ ضمیر

نہ اقران و امثال میں ہم ہوتے نہ اجداد و اسلاف کے ہم میں جو سر

نصیحت سے ایسا بڑا مانتے ہیں

کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا مہمبہ
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہی جو کتاب اس مہمبہ پہ آتی
وہ گمراہیاں سب ہماری جتاتی

ہنرمہ میں جو ہیں وہ معلوم ہیں سب علوم اور کمالات معلوم ہیں سب
چلن اور اطوار مذموم ہیں سب فراغت سے دوتے معلوم ہیں سب
جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر
تعصب نہیں بڑھنے دیتا قدم بھر

وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی وہ حکمت کہ ہے ایک دھوکے کی ٹٹی
یقین جس کو ٹھہرا چکا ہے نکمی عمل نے جسے کر دیا آکے رڈی
اسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ

کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ
زبور اور توریت و انجیل قرآن بالاجماع میں متابل نسخ و نسیاں
مگو لکھ گئے جو اصول اہل یوناں نہیں نسخ و تبدیل کا ان میں امکان
نہیں مٹتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ ان کا

نتائج ہیں جو غریب علم و فن کے وہ ہیں ہند میں جلوہ گر ہو برس سے
تعب نے لیکن یہ ڈالے ہیں پرے کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے
دلوں پہ ہیں نقش اہل یوناں کی ہیں
جواب وحی اترے تو ایماں نہ لائیں

اب اس فلسفہ پر جو ہیں مرنے والے شفا اور مبطی کے دم بھرنے والے
ارسطو کی چوکھٹ پہ سرد دھرنے والے فلاطون کی راق تدا کرنے والے
وہ تیلی کے کچھ بیل سے کم نہیں ہیں
پھر سے غم بھرا اور جہاں تھے وہیں ہیں

وہ جب کر چکے ختم تحصیلِ حکمت بندھی سر پہ دستارِ علم و فضیلت
اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جو بدت تو ہے سب سے اُن کی بڑی یہ لیاقت
گر دن کو وہ رات کہہ دیں زباں سے
تو منوا کے چھوڑیں اسے اک جہاں سے

سو اس کے جو آئے اُس کو پڑھادیں انہیں جو کچھ آتا ہے اُس کو بتادیں
وہ سیکھے ہیں جو بولیاں سب کھادیں میاں ٹھو اپنا سا اُس کو بناویں
یہ لے دیکھے ہر علم کا اُن کے حاصل
اسی پر ہے فخر اُن کو بین الامثال

نہ سزا میں کام پانے کے قابل نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل
نہ جہنم میں ریوڑ چرانے کے قابل نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل

نہ پڑھتے تو سوطر ح کھاتے تمہا کر

وہ کھوئے گئے اور تسلیم پا کر

جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے مراد آپ کی اُس کے پڑھنے ہی کیا ہے
مغداد اس میں دُنیا کا یادین کا ہے نتیجہ کوئی یا کہ اس کے سوا ہے

تو مجذوب کی طرح سب کچھ کہیں گے

جواب اس کا لیکن نہ کچھ دے سکیں گے

نہ محبت رسالت پہ لاسکتے ہیں وہ نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ

دلیلیں ہیں سب آج بے کار اُن کی

نہیں چلتی توپوں میں تلوار اُن کی

پڑے اس مشقت میں ہیں وہ سراپا نتیجہ نہیں ان کو معلوم جس کا
گئیں بھول آگے کی بھیڑیں جو بیٹا اسی راہ پر پڑ لیا سارا گلا

نہیں جانتے یہ کہ جاتے کہ صرہیں

گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہیں

مثال اُن کی کوشش کی ہے صاف ایسی کہ کھانی کہیں بندوں نے جو سردی
ادھر اور ادھر دیر تک آگ ڈھونڈی کہیں روشنی اُن کو پائی نہ اُس کی

مگر ایک جگہ نوچکتا وجود دیکھا
پتنگا اُسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اُسی دم کیا گھاس چھونس اس پر لاکر فراہم
لگے اُس کو شنگل نے سبل کے سپہم پہ کچھ آگ شنگلی نہ سردی ہوئی کم

یونہی بات ساری انہوں نے گنوائی
مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گذرتے تھے جو جانور اس طرف سے جب اس کشمکش میں انہیں دیکھتے تھے
مُلامت بہت سخت تھی ان کو کرتے کہ شرمائیں وہ زعمِ ہل سے اپنے

مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ
مُلامت پہ اور اُلٹے غراتے تھے وہ

نہ سمجھے وہ جب تک بُوا دن نہ روشن اسی طرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جھاریں گے گرد تو ہم سے دامن پہ جب ہو گا نورِ سحرِ عمرِ انکس

بہت جلد ہو جائے گا آشکارا
کہ جُگنو کو سمجھے تھے وہ اک شمر ارا

تعمیر

وہ طب جس پیش میں ہائے اطناباً سمجھتے ہیں جس کو بیاض میسا
بتانے میں ہے نخل جس کے بہت سا جسے عیب کی طرح کرتے ہیں انفا

فقط چن دنوں کا ہے وہ سینہ
چلے آتے ہیں جو کہ سینہ بسینہ

نہ ان کو نباتات سے آگئی ہے نہ اصلاً خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی لئے کسی پرکھلی ہے نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے

نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مرضیوں کا ان کے نگہباں خدا ہے

نہ قانون میں ان کے کوئی خطا ہے نہ مخزن میں انگشت کھنے کی جا ہے
سیدی میں لکھا ہے جو کچھ بجا ہے نفسی کے ہر قول پر جاں نسا ہے

سلف لکھ گئے جو قیاس اور گماں سے
صحیفے ہیں اترے ہوئے آسمان سے

وہ شعرا و قصائد کا ناپاک منتسر عفوئت میں سداں ہی جو ہے بدر
زمیں جس سے ہے زلزلہ میں برابر ملک جس سے شرما تے ہیں آسماں پ

ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا
وہ علموں میں علم ادب ہے ہملا

ہائے

بڑا شعر کہنے کی گرچہ سزا ہے عبت جھوٹ بھنا اگر نارا ہے
تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے مقرر جہاں نیک و بد کی سزا ہے

گنہگاروں جھوٹ جائینگے سارے
جہنم کو بھریں گے شاعر ہمارے

زمانہ میں جتنے متلی اور فیر ہیں کمائی سے اپنی وہ سب بسرہ در ہیں
گوئیے امیروں کے نورِ نظر ہیں ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں

مگر اس تپ دق میں جو بستلا ہیں
خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہیں

جو سفتے نہ ہوں جی سوجائیں گدرب ہو سیلا جہاں گم ہوں دھوبی اگر سب
بے دم پر گزرتے چھوڑیں نعر سب جو تھرتھرائیں ہنرت تو گندے ہوں گھر سب

پر کر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے
کہیں مل کے ترس کم جہاں پک سارے

عرب جو تھے دنیا میں اس فن کے بانی نہت کوئی آفاق میں جن کا ثانی
زمانہ نے جن کی فصاحت تھی مانی مٹادی عزیزوں نے اُن کی نشانی

سب اُن کے ہنر اور کالات کھو کر
ہے شاعری کو بھی آحق رڈ لو کر

ادب میں پڑھی جان اُن کی زباں سے جلادین نے پانی اُن کے بیلاں سے
سناں کے لئے کام اُنہوں نے ساں سے زبانوں کے کوچے تھے بڑھ کر سناں سے
ہُوئے اُنکے شعروں سے اخلاقِ صیقل

پڑھی اُن کے خطبوں سے عالم میں پہل
خلف اُنکے یاں جو کہ جادو بیاں ہیں فصاحت میں متبول پر رجواں ہیں
بلاغت میں مشہور ہندوستان ہیں وہ کچھ ہیں تو لے دیکے اس گوں کے یاں ہیں
کہ جب شعر میں عمر ساری گنواں ہیں
تو بھانڈا اُن کی غزلیں مجالس میں گائیں

طوائف کو ازبر ہیں دیوان اُن کے گوئیوں پہ بے حد ہیں احسان اُن کے
نکتے بین تکیوں میں ارمان اُن کے شناخواں ہیں ابلیس و شیطان اُن کے
کہ عقلوں پہ پرے دیئے ڈال اُنہوں نے
ہیں کر دیا نارغ البسال اُنہوں نے

سرخنیوں کی اولاد بے تربیت ہے تباہ اُن کی حالت بُری اُن کی گتے ہے
اسی کو کبوتر اڑانے کی لت ہے کسی کو بیڑ میں اڑانے کی دھت ہے
چرس اور گانجے پر شیدا ہے کوئی
مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

مداگرم انصار سے اُن کی صحبت ہر اک زندا واپس سے انہی رمت
پڑھے لکھوں کے سایہ سواُن کو وحشت مدارس سے تعلیم سے اُن کو نفرت

کینوں کے جہر گے میں عمریں گنوانی

انہیں گالیوں دینی اور آپ کھانی

نہ علی مدارس میں ہیں اُن کو پاتے نہ شائستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے

پیسوں کی رونق ہیں جا کر بڑھاتے پڑے پھرتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے

کتاب اور علم سے پھرتے ہیں بھاگے

مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کیجے اُن پاک شہدوں کی گنتی ہو اجن کے پہلو سے بچ کر ہے چلتی

ہٹی خاک میں جن سے عزت بڑوں کی مٹی خاندانوں کی جن سے بزرگی

تو یہ جس قدر خانہ برباد ہونگے

وہ سب ان شریفوں کی اولاد ہونگے

ہوئی ان کی بچپن میں یوں پاسبانی کقیدی کی جیسے کئے زندگانی

لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ سیانی چڑھی بھوت کی طرح سر پر جوانی

بس اب گھر میں دشوار تھنا ہے اُن کا

اکھاڑوں میں تکیوں میں سنا ہے اُن کا

نہیں مئے عشق کے پور میں وہ صفِ فرجِ مرگاں میں محصور میں وہ
غمِ چشمِ دابرو میں رنجور میں وہ بہت بات سے دل کے مجبور میں وہ

کریں کیا کہ ہے عشقِ طینت میں انکی

حرارت بھری ہے طبیعت میں انکی

اگر ششِ جہت میں کوئی دلڑا ہے تو دل ان کا نادیدہ اس پر نہ رہے
اگر خواب میں کچھ نظر آ گیا ہے تو یاد اس کی دن رات نامِ خدا ہے

بھری سب کی وحشت سے روداد ہریاں

جسے دیکھے تیس و فرما دہریاں

اگر ماں ہے دکھیا تو ان کی بلا سے اپنا ج ہے باوا تو ان کی بلا سے
جو ہے گھر میں فاقہ تو ان کی بلا سے جو مڑتا ہے کُنبا تو ان کی بلا سے

جنہوں نے لگائی ہو لو دلڑا سے

غرض پھر انہیں کیا رہی ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چڑھیں نہ جوتی سے پزار سے ہچکچائیں
جو سیلوں میں جائیں تو ٹہپن دکھائیں جو محفل میں ٹھہریں تو فتنے اٹھائیں

لڑتے ہیں اوباش ان کی مہنی سے

گزرنا ہیں رند ان کی ہساگی سے

سپوتوں کو اپنے اگر بیاہ دیجے تو بہوؤں کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی منکر کیجے تو بدراہ میں بھسانجے اور بھتیجے
یہی جھینکنے کو بہ کو گھر بہ گھر ہے
ہو کو ٹھکانا نہ بیٹی کو بڑ ہے

نہ مطلب نگاری کا اُن کو سلیقہ نہ دربار داری کا اُن کو سلیقہ
نہ امیدواری کا اُن کو سلیقہ نہ خدمت گذاری کا اُن کو سلیقہ
فلی یا نف رہو تو کچھ کام آئے
مگر اُن کو کس مد میں کوئی کھپائے

نہیں ملتی روٹی جنہیں پیٹ بھر کے وہ گزران کرتے ہیں سو عیب کر کے
جو ہیں اُن میں دو چار آسودہ گھر کے وہ دن رات خواہاں ہیں مرگ پر کے
نمونے یہ اعیان و اشراف کے ہیں
سلف اُن کے وہ تھے خلف اُن کے ہیں

وہ اسلام کی پود شاہد ہی ہے کہ جس کی طرف آنکھ سب کی لگی ہے
بہت جس سے آئندہ چشم ہی ہے بقا منحصر جس پر اسلام کی ہے
یہی جان ڈالے گی باغ کمن میں؟
اسی سے بہا آئے گی اس چمن میں؟

یہی ہیں وہ نسلیں مبارک ہماری؟ کہ بخشیں گی جو دین کو اُستواری؟
کریں گی یہی قوم کی غم گساری؟ انہیں پر امید ہیں ہو قوف ساری؟
یہی شمعِ اسلام روشن کریں گی؟
بڑوں کا یہی نام روشن کریں گی؟
خلف اُنکے الحق اگر یاں یہی ہیں سلف کے اگر فاتحِ خواں یہی ہیں
اگر یادگارِ عزتِ زیاں یہی ہیں اگر نسلِ اشرفِ واعیاء یہی ہیں
تو یاد اس قدر اُن کی رہ جائے گی یاں
کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یاں
سمجھتے ہیں شائستہ جو آپ کو یاں ہیں آزادیِ رائے پر جو کہ نازاں
چلن پر ہیں جو قوم کے اپنی خنداں مُسلمان ہیں سب جن کے نزدیک ناداں
جو ڈھونڈو گے یاروں کے ہمدرد اُن میں
تو نکلیں گے تھوڑے جو انمرد اُن میں
نہ رنج ان کے افلاس کا اُن کو اصلاً نہ نکر اُن کی تسلیم اور تربیت کا
نہ کوشش کی بہت نہ دینے کو میا اڑانا مگر مُغت ایک اک کا خاکا
کہیں اُن کی پوست اک پر طعن کرنا
کہیں اُن کی خوراک کو نام دھرنا

عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا نشانہ اُسے پھبتیوں کا بنانا
شمتا کے دل بھائیوں کا دکھانا یگانوں کو بیگانہ بن کر چھڑانا

نہ کچھ درد کی چوٹ اُن کے جگر میں
نہ قطرہ کوئی خون کا چشمِ تریں

جہاز ایک گرواب میں پھنس رہا ہے پڑا جس سے جو کھوں میں چھوٹا بڑا ہے
نکلنے کا راستہ نہ بچنے کی جا ہے کوئی اُن میں سوتا کوئی جاگتا ہے
جو سوتے ہیں وہ مستِ خوابِ گراں میں

جو بیدار ہیں ان پر خندہ زناں ہیں

کوئی اُن سے پوچھے کہ اے ہوشِ والو کس امید پر تم کھڑے منس رہے ہو
بڑا وقت بیڑے پر آنے کو ہے جو نہ چھوڑے گا سوتوں کو اور جاگتوں کو
بچو گے نہ تم اور نہ ساتھی تمہارے
اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبیں گے سارے

غرض عیب کیجے بیاں اپنے کیا کیا کہ بگڑا ہوا بیاں ہے اوے کا آوا
فقیر اور جاہلِ ضعیف اور توانا تانسف کے قابل ہے احوالِ سب کا

مرضی ایسے یائوس دنیا میں کم ہیں
بگڑ کر کبھی جو نہ سنبھلیں وہ ہم میں

دامِ حیات

کسی نے یہ ایک مردِ دانا سے پوچھا کہ نعمتِ ہر دنیا میں سب سے بڑی کیا ہے؟
کہا عقل جس سے ملے دین و دنیا کہا اگر نہ ہو اس سے انسان کو بہرا

کہا ”پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے

کہ جو باعثِ افتخارِ بشر ہے

کہا ”گر نہ ہو یہ بھی اُس کو ”مینسٹر“ کہا مال و دولت سے پھر سب سے بڑھ کر

کہا ”وہ بھی اگر سب د اُس پر“ کہا اُس پہ جہلی کا گزانا ہے بہتر

وہ ننگِ بشر تا کہ ذلت سے چھوٹے

خلاق سب اُس کی نحورت سے چھوٹے

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو مبادا کہ وہ ننگِ عالم تمہیں ہو

گر اسلام کی کچھ حیثیت ہے تم کو تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو

وگر نہ یہ قول آئے گا راست تم پر

کہ ہونے سے ان کا نہ ہونا ہے بہتر

رہو گے یونہیں فارغ البال کب تک نہ بدلو گے یہ چال اور ڈھال کب تک

ہے گی نسی پود پامال کب تک نہ چھوڑو گے تم بھیڑ یا چال کب تک

بس اگلے فسانے فراموش کر دو

تعصب کے شعلے کو خاموش کر دو

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آ رہی ہیں کہ راجا سے پر جا تلک رب نکھی ہیں

تسلط ہے ملکوں میں امن و اماں کا

نہیں بند راستہ کسی کارواں کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایساں کا کوئی نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی

نہ ناقص ہے ملت کے ارکان کا کوئی نہ مانع شریعت کے فرائض کا کوئی

نمازیں پڑھو بے خطر معبود میں

اذانیں دھرتے سہو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں

جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں

نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا

نہ باہر ہے تفریق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں گھروں سے سوا چین ہے منزلوں میں

ہراک گوشہ گلزار ہے جب بنگلوں میں شب دروز ہے ایمنی قافلوں میں

سفر جو کبھی تھا ناموز بہت رکا

وسیلہ ہے وہ اب سراسر نظر کا

پہنچی ہیں نگوں میں دم دم کی خبریں پہلی آتی ہیں شادی و نکاح کی خبریں
عیاں میں ہر اک برا عظم کی خبریں کھلی ہیں زمانہ پر عالم کی خبریں

نہیں واقعہ کوئی پناہ کہیں کا

ہے آئینہ احوال روئے زمین کا

کرو تدراس امن و آزادگی کی کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی

ہر اک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی یہ ہر سو سے آواز پہیم ہے آتی

کہ دشمن کا کھٹکانہ رہزن کا ڈر ہے

نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں بہت بوجھ بار اپنے لہوار ہے ہیں

بہت چل چلاؤ میں گھبرا رہے ہیں بہت سے نہ چلنے کی کچھ پائے ہیں

مگر اک تمہیں ہو کہ سوتے ہو غافل

مبادا کہ غفلت میں کھوٹی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاوروں کو لیٹے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو

دو الزام پیچھے نصیحت گروں کو ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو

کہ خالی ہیں یا پُر ذخیرے تمہارے

بُرے ہیں کہ اچھے وقیرے تمہارے

امیروں کی تم سُن چکے داتاں سب چلن ہو چکے عالموں کے بیاں سب
شریفوں کی حالت سے تم پر عیاں سب بگڑنے کو تیار بیٹھے ہیں یاں سب

یہ بوسیدہ گھراب گرا کا گرا ہے
ستوں مرکزِ ثقل سے ہٹ چکا ہے

یہ جو کچھ ہوا ایک شتر ہے اُس کا کرجو وقت یاروں پہ ہے آنے والا
زمانے نے اُونچے سے جس کو گرایا وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہے گا

نہیں گرچہ کچھ قوم میں حال باقی
ابھی اور ہونا ہے پامال باقی

یہاں ہر ترقی کی فایت یہی ہے سلسلہ انجام ہر قوم و ملت یہی ہے
سدا سے زمانہ کی عادت یہی ہے طلسم جہاں کی حقیقت یہی ہے

بہت یاں ہوئے خشک چشمے ابل کر
بہت باغ چھانٹے گئے پھول پھل کر

کہاں ہیں وہ اہرامِ مصری کے بانی کہاں ہیں وہ گردانِ زابلستانی
گئے پیشدادی کدھر اور کیانی مٹ کر رہی سب کو دُنیا سے فانی

لگاؤ کہیں کھوج کلدانیوں کا
بتاؤ نشاں کوئی ساسانیوں کا

وہی ایک ہے جس کو دائم بقا ہے جہاں کی وراثت اسی کو منزا ہے
سوائس کے انجام سب کا فنا ہے نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے
مسافر یہاں میں فقیر اور غنی سب
غلام اور آزاد ہیں فرستی سب



ضمیمہ

بس اے ناامیدی نہیوں دل مجھ باتو جھلک اے امید اپنی آخر دکھاتو
فرانا امیدوں کی ڈھارس بندھاتو فسرہ دلوں کے دل اگر بڑھاتو

ترے دم سے مردوں میں جانیں پڑی ہیں

جلی کھیتیاں تُو نے سر سبز کی ہیں

سفینہ پتے نوح طوفاں میں تُو تھی سکون بخش یعقوب کنگاں میں تُو تھی

زلیجہ کی غمخوار، حبراں میں تُو تھی دل آرام یوسف کی زنداں میں تُو تھی

مصائب نے جب آن کر ان کو گھیرا

سہارا وہاں سب کو تھا ایک تیرا

بہت ڈوبتوں کو تریا ہے تُو نے بگڑتوں کو اکشر بنایا ہے تُو نے

اکھڑتے دلوں کو چھایا ہے تُو نے اجڑتے گھروں کو بسایا ہے تُو نے

بہت تو نے پستوں کو بالا کیا ہے

اندھیرے میں اکشر اُجالا کیا ہے

قوی تجھ سے بہت ہے پر جو اں کی بندھی تجھ سے ڈھارس ہر خرد و کلاں کی
تجھی پر ہے بس زیادہ نظم جہاں کی نہ ہو تو تو رونق نہ ہو اس ڈکال کی

تھکا پو ہے ہر مرحلے میں تجھی سے
روارو ہے ہر قافلے میں تجھی سے

رکسانوں سے کلر میں ہے تو بواتی جہازوں کو گرداب میں ہے کھواتی
سکن در کو دارا پر ہے تو چڑھاتی فریدوں کو ضحاک سے ہے لڑاتی

چلے سب جدھر تو نے مال غناں کی
نظر تیری سیٹی پر ہے کارواں کی

نوازا بہت بے نواؤں کو تو نے تو نگر بنیا لگاؤں کو تو نے
دیادسترس نارساؤں کو تو نے کیا بادشہ ناخداؤں کو تو نے

سکندر کو شان کئی تو نے بخشی
گلبیس کو دنیا سنی تو نے بخشی

وہ رہو نہیں رکھتے جو کوئی سماں خور و زاد سے جن کا خالی ہے داماں
نہ سنا تھی کوئی جس سے منزل ہو آساں مجھ سرم کوئی جو سنے در پہ نہاں

ترے بل پہ خوش خوش ہیں اس طرح جاتے
کہ جا کر خنیزانہ ہیں اب کوئی پاتے

زمیں جو تنے کو جب اٹھتا ہے جوتا سیں کا گلن تک نہیں جب کہوتا
 شب و روز محنت میں ہے جان کھوتا مہینوں نہیں پاؤں پھیلا کے سوتا
 اگر کو جزن اُس کے دل میں نہ تو ہو
 تو دنیا میں غل جھوک کا چار سو ہو
 بنے اس سے بھی گرسوا اپنے دم پر
 پہاڑ اک فنروں اور ہو کو غم پر
 گزرنی ہو جو کچھ گزر جائے ہم پر
 نہیں فکر تو دل بڑھاتی ہے جب تک
 دماغوں میں بوتیری آتی ہے جب تک
 یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
 جہالت وہی قوم کی رہنوں ہے تعصب کی گردن پر ملت کا توں ہے
 مگر اے امیداک سہارا ہے تیرا
 کہ جلوہ یہ دُنیا میں سارا ہے تیرا
 نہیں قوم میں گرچہ ٹھپچہر جان باقی نہ اُس میں وہ اسلام کی شان باقی
 نہ وہ جاہ و شہمت کے سامان باقی پر اس حال میں بھی ہے اک آن باقی
 جڑنے کا کو ان کے وقت آگیا ہے
 مگر اس جڑنے میں بھی اک ادا ہے

بہت ہیں ابھی جن میں غیرت سے باقی
دلیری نہیں پر محبت ہے باقی
فقیری میں بھی بڑے ثروت سے باقی
تہیہ دست ہیں پر مروت سے باقی

مٹے پر بھی پسند ادا رہتی وہی ہے

مکان گرم ہے آگ کو ٹھنڈ گئی ہے

سمجھتے ہیں عزت کو دولت سے بہتر
فقیری کو ذلت کی شہرت سے بہتر
کلیم قناعت کو ثروت سے بہتر
انہیں موت ہے بابرکت سے بہتر

سران کا نہیں در بدر ٹھکنے والا

وہ خود پست ہیں پر نگاہیں ہیں بالا

مشابہ ہے قوم اس مرضِ جواں سے
کیا ضعیف نے جس کو بائوس جاں سے

ذہن سے حرکتِ جنبشِ مکان سے
اجل کے ہیں آثار جس پر عیساں سے

نظر آتے ہیں سب مرض جس کے مُزین

نہیں کوئی مُملک مرض اس کو لیکن

بجا ہیں جو اس اُس کے اور ہوش قائم
طبیعت میں میلِ خورد و نوش قائم

دلغ اور دلِ چشم اور گوش قائم
جوانی کا پسند ادا اور گوش قائم

کرے کوئی اس کی اگر غور کامل

عجب کیا جو جو جائے زندوں میں شامل

غیرت

غور

اسباب

عیاں سب پر احوال بیسار کا ہے کتیل اس میں جو کچھ تھا سب مل چکا ہے
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے ہزال بدن ہے ندال قوی ہے

مگر ہے ابھی یہ دیا ٹمٹاتا

بجھا جو کہ ہے یاں نظر سب کو آتا

یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں قحط انساں نہیں قوم کے میں سب افراد یکساں
سفال و خرف کے ہیں انب رگ ریاں جو اہر کے ٹکڑے بھی ہیں ان میں پنہاں

پٹھے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ

طے ریت میں ریزہ زر بھی ہیں کچھ

جو بے غم میں اُن میں تو غمخوار بھی ہیں جو بے مہر میں کچھ تو کچھ یاد بھی ہیں

انہیں غافلوں میں خبر دار بھی ہیں خرابات میں چند ہشیا رہی ہیں

جماعت سے اپنی زالے بھی ہیں یاں

نکتوں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں

جو چاہیں پٹ دیں یہی سب کی کایا کہ ایک اک نے نکتوں کو جو یاں جگایا

ایکلوں نے ہے قافلوں کو بچپایا جہازوں کو ہے زور قوں نے ترایا

یو نہیں کام دنیا کا چلتا رہا ہے

دیسے سے دیا یونہیں طلبگاہے

مذہبی

یہ سچ ہے کہ میں بیشتر ہم میں ناداں
نہیں جن کے دردِ تعصب کا درماں
جہاں میں ہیں جو ان کی عزت کے خواہاں
انہیں سے وہ بہتے ہیں دستِ دگر یاباں

پہ ایسے بھی کچھ ہوتے جاتے ہیں پیدا

کہ خویشِ خواہوں پہ ہیں اپنے شیدا

کوئی غیبِ خواہی میں ہے ہسران کا
کوئی دستِ و بازو سے ہے یاوران کا
کوئی ہے زباں سے تاشِ گران کا
بہت رکھتے ہیں نقشِ حُبِ دل پر ان کا

بہت ان کے گُنِ سُنتے ہیں چُپکے چُپکے

بہت ان کے سُرُھنتے ہیں چُپکے چُپکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا
تبوح کا جس میں زہر گزرتا تھا
تغیر سے یہ حال اُس کا ہوا تھا
کہ مکروہ تھی بُو تو کڑوا مزا تھا

ہوئی تھی یہ پانی سے زائلِ روانی

کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اُس کو پانی

پر اب اس میں زو کچھ کچھ آنے لگی ہے
کناروں کو اُس کے ہلانے لگی ہے
ہوا بلبلے کچھ اٹھانے لگی ہے
عفو نہت وہ پانی سوجانے لگی ہے

اگر ہونہ یہ انفتابِ اثناتی

تو دریا میں بس اک تموج ہے باقی

حوادث نے اُن کو ڈرایا ہے کچھ کچھ
مصائب نے نیچا دکھایا ہے کچھ کچھ
فصاحت نے رستہ بتایا ہے کچھ کچھ
زمانے کے غل نے جگایا ہے کچھ کچھ

ذرا دست و بازو ہلانے لگے ہیں

وہ سوتے میں کچھ کھلانے لگے ہیں

راہِ راست پر ہیں وہ کچھ آتے جاتے
تعلی سے ہیں اپنی شرتا جاتے

تفاخر سے ہیں اپنے سچا جاتے جاتے
سراغ اپنا کچھ کچھ ہیں وہ پاتے جاتے

بندگی کے دعووں سے پھرنے لگے ہیں

وہ خود اپنی نظروں سے گرنے لگے ہیں

نہیں گھاٹ پر گوترتی کے آتے
نئی بات سے ناک بھجوں ہیں چڑھتے

نئی لاشنی سے ہیں آنکھیں چراتے
مگر ساتھ ہی یہ بھی ہیں کہتے جاتے

کہ دُنیا نہیں گرچہ رہنے کے قابل

پر اس طرح دُنیا میں رہنا ہے مشکل

تنزل پر وہ ہاتھ ملنے لگے ہیں
کچھ اس سوز سے جی پھلنے لگے ہیں

دھوئیں کچھ دلوں سے نکلنے لگے ہیں
کچھ آڑے سے سینوں پہ چلنے لگے ہیں

وہ غفلت کی راہیں گزرنے کو ہیں اب

نشے جو چڑھے تھے اُترنے کو ہیں اب

نہیں گرہ کچھ درِ اسلام اُن کو نہ بہودے قوم سے کام اُن کو
نہ کچھ فکرا ناز و انجم اُن کو برابر ہے ہو صبح یا شام اُن کو

مگر قوم کی سُن کے کوئی مُصیبت

انہیں کچھ نہ کچھ آہی جاتی ہے رقت

خُصومت سے ہیں اپنی گو خواریاں سب نزاعوں سے بلہم کے میں ناتواں سب

خود آپس کی چوٹوں سے ہیں خستہ جاں سب یہ ہیں متفق اس پر پیر و جواں سب

کہ ناتعلفاتی نے کھویا ہے ہم کو

اسی جبر و دے ڈبویا ہے ہم کو

یہ مانا کہ کم ہم میں ہیں ایسے دانا جنہوں نے حقیقت کو ہے اپنی چھپانا

تَنْزَل کو ہے ٹھیک ٹھیک اپنے جانا کہ ہم ہیں کہاں اور کہاں ہے زمانا

پہ اتنا زبانون پہ ہے سب کی جاری

کہ حالت بُری آج کل ہے ہماری

فرائض ہیں گو دین کے سب میں قاهر نہ شغول باطن نہ پابندِ ظاہر

مساجد سے غائب ملا ہی میں حاضر مگر ایسے فاسق ہیں اُن میں نہ ظاہر

کہ نہ بہ پہلے ہیں جو ہر طرف سے

وہ دیکھ اُن کو ہٹ جائیں او سلف سے

پہلے

خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوائی
پر بھجھوے ہمیں ہیں بڑوں کی بڑائی
جو آپ اُن کی خوبی نہیں کوئی بائی
تو میں خوبیوں پر انہیں کی فدائی

شرف کو کہ باقی نہیں ان میں اب کچھ
مگر خواب میں دیکھ لیتے ہیں سب کچھ

ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہیں
وہ اپنا حسب اور نسب دیکھتے ہیں
بزرگوں کا علم و ادب دیکھتے ہیں
سرافرازی جس خواب دیکھتے ہیں
تو ہیں فخر سے وہ کبھی سراٹھاتے
کبھی ہیں مذمت سے گردن ٹھکاتے

مگر کچھ بھی باقی ہو یاروں میں بہت
تو اُن کا یہی افتخار اور مذمت
شگون سعادت ہے اور فال دولت
کہ آتی ہے کچھ اس سے بُرے حجت
وہ کھو بیٹھے آخر کئی بڑوں کی
بھلا دی جنہوں نے بڑائی بڑوں کی

میری میں جو گرم منسریاں ہیں یاں
وہی آشیاں کرتے آباد ہیں یاں
قفس سے وہی ہوتے آزاد ہیں یاں
چمن کے جنہیں چھپے یاد ہیں یاں
وہ شاید قفس ہی میں گنوائیں
کس نبھول مسرا کی جن کو فضا میں

بلندی میں ہوں یا کہ پستی میں ہوں ہم قوی ہوں کہ کمزور انسانوں ہوں یا کم
محترم زمانہ میں ہوں یا مکرم مؤخرتر ہوں اس بزم میں یا مقدم

عجائب ہوں پوشیدہ یا مثال میں ہوں

کسی رنگ میں ہوں کسی حال میں ہوں

اگر باخبر ہیں حقیقت سے اپنی تلف کی ہوئی اگلی عظمت سے اپنی

بلندی و پستی کی نسبت سے اپنی گذشتہ اور آئندہ حالت سے اپنی

تو سمجھو کہ ہے پار کھیا ہمارا

نہیں دور منجد حار سے کچھ کنارا

الپ ارسال سے طعن نہ پوچھا کہ تو میں ہیں دنیا میں جو جلوہ فرما

نشاں اُن کی اقبال مندی کے ہیں کیا کب اقبال مندان کو کہنا ہے زیبا

کہا ملک دولت ہو ہاتھ اُنکے جب تک

جہاں ہو کر بستہ ساتھ اُنکے جب تک

جہاں جائیں وہ سرخرو ہو کے آئیں ظفر ہم عنان ہو جب دھر باگ اٹھائیں

نہ جگہیں کبھی کام جو وہ بنا آئیں نہ اکھڑیں قدم جس جگہ وہ جائیں

کریں مس کو گرس تو وہ کمیی ہو

اگر خاک میں ہاتھ ڈالیں طسلا ہو

و یہی سہی کی جب کہ باتیں سنیں یہ ہنسائیں کے فرزانہ دُور میں یہ
کہا جان عم گپ ہے گودل نشیں یہ محشرِ اقبال مگر نہیں یہ

حوادث سے بن گزارہ نہیں یوں

بلندی و پستی سے چارہ نہیں یوں

ہم ہے کبھی گاہ برہم ہے محفل کٹھن ہے کبھی گاہ آساں ہر منزل
زمانہ کی گردش سے پچنا ہے شکل نہ محفوظ ہیں اس سے دُور نہ مقبل

بہت یکہ تازوں کو یاں گھرتے دیکھا

سدا شہسواروں کو یاں گرتے دیکھا

جہاں ٹوہ ہے یاں وہیں ہے زیاں گجا جہاں روشنی ہے وہیں ہے دُھواں گجا

سفر بھی ہے یہ خاکدلاں اور جنباں گجا بہاریں بھی ہیں اس چمن میں خنراں گجا

نکھرتے ہیں جو یاں وہ گدلا تے بھی ہیں

چکھتے ہیں جو یاں وہ گننا تے بھی ہیں

ضعیف اور قوی از منی اور عراقی چکھاتا ہے دُردِ متوح سب کو ساقی

پہ اقبال کی ہے رفق جن میں باقی یہ سب تلخیاں اُن میں ہیں افساقی

بلاؤں میں گھر کر نکل جاتے ہیں وہ

ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہیں وہ

نہیں ہوتے نیزنگ گردوں سے میریں ہر اک درد کا ڈھونڈ لیتے ہیں دریاں
اٹھاتے نہیں کچھ حوادث سے نقصاں وہ چونک اُٹھتے ہیں دیکھ خواب پریشاں

بھڑکتے ہیں افسردہ ہو کر سوا وہ

پھکتے ہیں پڑمردہ ہو کر سوا وہ

پھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر لگاتے ہیں غوطہ اُچھلنے کی خاطر
ٹھہرتے ہیں دم لیکے چلنے کی خاطر وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنبھلنے کی خاطر

سب کو مرض سے سمجھتے ہیں پہلے

اُچھتے ہیں پیچھے سلجھتے ہیں پہلے

ضرورت نہیں یہ کہ فرما زودا ہوں رعیت ہوں وہ خواہ کشور کشا ہوں
پاہی ہوں تاجر ہوں یا ناخدا ہوں وہ کچھ ہوں پہ اپنے سوا وقف ذرا ہوں

کہ ہم کیا ہیں اور کون ہیں اور کہاں ہیں

گھٹے یا بڑھے ہیں سب کیا راں ہیں

جب آئے انہیں ہوش کچھ وقت کھو کہ رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کہ
کریں کوششیں سب ہم ایک ہو کر رہیں داغ ذلت کا دامن سے دھو کہ

نہ ہوتا ب پر واز اگر آسمان تک

تو وہاں تک اڑیں ہو رسائی جہاں تک

پڑا ہے وہی وقت اب ہم پہ آ کر کہ اٹھے ہیں سوتے بہت دن چڑھا کر
سواروں نے کی راہ طے باگ اٹھا کر گئے قافلے ٹھہر منزل پہ جا کر

گرافقان و خیزاں مدعا ہے بھی اب ہم

تو پہنچے بھلا جا کے منزل پہ کب ہم

مگر بیٹھ رہنے سے چلنا ہے بہتر کہ ہے اہل ہمت کا اشد یا اور
جو ٹھنڈک میں چلنا نہ آیا میسر تو پہنچیں گے ہم دھوپ کھا کھا کے سڑ

یہ تکلیف و راحت ہے سب اتفاقی

چلو اب بھی ہے وقت چلنے کا باقی

ہوا کچھ دبی جس نے یاں کچھ کیا ہے لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہے
کر دو کچھ کہ کرنا ہی کچھ گمیا ہے مثل ہے کہ کرتے کی سب پتیا ہے

یو نہیں وقت سو سو کے میں جو گناتے

وہ خرگوش کچھوں سے ہیں زک اٹھاتے

یہ برکت ہے دنیا میں محنت کی ساری جہاں دیکھئے فیض اسی کا ہے جاری
یہی ہے کلیدِ درِ فضلِ باری اسی پر ہے موقوفِ عزتِ تماری

اسی سے ہے قوموں کی یاں آرو ب

اسی پر ہیں مغسور میں اور توب

گلستاں میں جو بن گل ویا سمن کا سماں زلفِ سنبل کی تاب و شکن کا
قدِ دلِ رُبا سرو اور نارون کا بُرخِ جاں نزالہ و نسترن کا

غریبوں کی محنت کی ہے رنگِ بوب

کمیروں کے خوں سے میں یہ تازہ رُوب

ہلاتے نہ اگلے اگر دستِ بازو جہاں عطرِ حکمت سے ہوتا نہ خوشبو

نہ اسحاق کی وضع ہوتی ترازو نہ حق پھیلتا رُبعِ مکوں میں ہرٹو

خفاقی یہ سب غیر معلوم رہتے

خدائی کے اسرارِ کثوم رہتے

ستارہ شریعت کا تاباں نہ ہوتا اثرِ علمِ دین کا منیاں نہ ہوتا

جدا کفر سے نورِ امیاں نہ ہوتا مساجد میں یوں دردِ سراں نہ ہوتا

خدا کی ثنا معبدوں میں نہ ہوتی

اذاں جا بجا سجدوں میں نہ ہوتی

نہیں متی کوشش سے دُنیا ہی تنہا کہ ارکانِ دین بھی اسی پر ہیں برپا

جنہیں ہونہ دنیائے فانی کی پروا کریں آخرت کا ہی وہ کاشس سودا

نہیں ملتے دنیا کی خاطر اگر تم

تو لو دینِ حق کی ہی اٹھ کر خبر تم

بنی نوع میں دو طرح کے ہیں انسانا تفادستہ ہر حالت میں جن کی نمایاں
کچھ ان میں ہیں راحت طلب اور تن آسان بدن کے نگہبان بستر کے دربان

ذمہ داری پر مائل نہ قدرت کے قائل
سمجھتے ہیں تمنے کو رستے میں حائل

اگر ہیں تو نگر تو بے کار ہیں سب اپنا ج ہیں روگی ہیں ہمیں سب
تعیش کے ہاتھوں سے لاپچار ہیں سب تن آسانیوں میں گرفتار ہیں سب

برابر ہے یاں اُن کا ہونا نہ ہونا
نہ کچھ جاگنا اُن کا بہتر نہ سونا

اگر ہیں تہیہ دست اور بے نوا وہ تو محنت کے ہیں جی چراتے سدا وہ
نصیبوں کا کرتے ہیں اکثر گلا وہ ہلاتے نہیں کچھ مگر دست و پا وہ

اگر بھیک مل جائے قسمت سے اُن کو
تو سو بار بہتر ہے محنت سے اُن کو

نہ جو بے نوا ہیں نہ ہیں کچھ تو نگر وہ ہیں ڈھور کی طرح نفع اسی پہ
کہ کھانے کو ملتا ہے پیٹ بھر کر نہیں بڑھتے بس اس سے آگے قدم بھر

ہوئے زیورِ آدمیت سے عاری
معطل ہوئیں قوتیں اُن کی ساری

زہمت کہ منت کی سختی اٹھائیں زہرات کہ خطروں کے میداں میں آئیں
زہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائیں زہ عبرت کہ دُنیا کی سمجھیں ادا میں
زہ کل منکر تھایہ کہ ہیں اس کے پھل کیا
زہ بے آج پر دا کہ ہونا ہے کل کیا

نہیں کرتے کھیتی میں دو جاں نشانی نہل جوتے ہیں نہ دیتے ہیں پانی
چوبیس کرتی ہے دل پر گرانی توکتے ہیں حق کی ہے ہاں سربانی
نہیں لیتے کچھ کام تہ بے سود
سدا لڑتے رہتے ہیں تہ تہ بے سود

کبھی کہتے ہیں بیچ ہیں سب یہ سماں کہ خود زندگی ہے کوئی دن کی مہماں
دھرے سب یہ رو جائینگے کلخ ویاوا نہ باقی رہے گی حکومت نہ سراں
ترقی اگر ہم نے کی بھی تو پھر کیا
یہ بازی اگر حیت لی بھی تو پھر کیا

یہ سرگرم کوشش میں جو روز و شب ہیں اٹھاتے سدا بار پنج و شعب ہیں
ترقی کے میداں میں سبقت طلب ہیں نمائش پہ دُنیا کی جھولے یہ سب ہیں
نہیں ان کو کچھ اپنی منت سے لانا
بناتے ہیں وہ گھر نہیں جس میں رہنا

کبھی کرتے ہیں عقلِ انساںِ نفسِ ریں
کہ باوصفِ کوتاہِ بینی ہے خود ریں
وہ تدبیریں اس طرح کرتی ہے تلقیں
کہ گویا کھلا اس پہ ہے سترِ تکوین

مگر سب خیالات ہیں خام اس کے
ادھوے ہیں جتنے ہیں بیاںِ کام اس کے
اسبابِ راحت کی اُس کو خبر کُچھ
نہ آتا رِ دولت کی اُس کو خبر کُچھ
نہ عزتِ نہ ذلت کی اُس کو خبر کُچھ
نہ کلفتِ نہ راحت کی اُس کو خبر کُچھ

نہ آگاہِ اس سے کہ ہستی جو شے کیا
نہ واقف کہ مقصودِ ہستی سہ کیا
کبھی کہتے ہیں زہر ہے مال و دولت
اٹھاتے ہیں جس کیلئے رنج و محنت
اسی سے گناہوں کی ہوتی ہے غربت
اسی سے دماغوں میں آتی ہے نخوت

یہی حق سے کرتی ہے بندوں کو غافل
بُھوئے ہیں عذاب اس سے توہوں پہ نازل
کبھی کہتے ہیں سعی و کوشش سہ حاصل
کہ مقصوم بن کوششیں سب ہیں باطل
نہیں ہوتی کوشش سے تقدیرِ زائل
برابر ہیں یاں محنتی اور کاہل

ہلانے سے روزی کی گر ڈور ہلتی
تور وٹی نکموں کو ہرگز نہ ملتی

انہوں کے ہیں سب یہ دلکش ترانے سُلانے کو قسمت کے زگیں فسانے
اسی طرح کے کر کے چیلے بہانے نہیں چاہتے دست و بازو ہلانے

وہ بھولے ہوئے ہیں یہ عادت خدا کی
کہ حرکت میں ہوتی ہے برکت خدا کی

نئی تم نے یہ جس جماعت کی حالت تنزل کی بُنسیا دے ہے یہ جماعت
بگڑتی ہیں تو میں اسی کی بدولت ہوا اُس کی ہے مفسد ملک و ملت

کیا صورتِ ویداکو برباد اسی نے
بجائزاد مشق اور بے داد اسی نے

جہاں ہے زمیں پر نحوست ہے ان کی جدہر ہے زمانہ میں نکبت ہے ان کی
نصیبت کا پیغام کثرت سے ان کی تباہی کا لشکر جماعت ہے ان کی

وجود ان کا اصل البلیات سے، یاں
خدا کا غضب ان کی بہتات سے، یاں

سب ایسے تن آسان بے کار و کمال تمدن کے حق میں ہیں زہرِ زہال
نہیں ان سے کچھ نوعِ انساں کو حاصل نہیں ان کی صحبت کہ ہے ستم قاتل

یہ جب پھیلتے ہیں سمٹی ہے دولت
یہ جوں جوں کہ بڑھتے ہیں گھٹتی ہے دولت

جہاں بڑھ گئی ان کی تعداد حد سے
ہوئی قوم محسوب سب نام و در سے
رہا انس کو ہرگز نہ حق کی بد سے
وہ اس بچ نہیں سکتی نکبت کی زد سے

بچو ایسے شوموں کی پرچھائیوں سے

ڈرو ایسے چُپ چاپ بیگانیوں سے

مگر اک فریق اور ان کے سوا ہے
شرف جس سے نوریع بشر کو ملا ہے

سب اس بزم میں جن کا نور و ضیا ہے
سب اس باغ کی جن سے نشوونما ہے

ہوئے جو کہ پیدائش میں محنت کی خاطر

بے ہمیں زمانہ کی خدمت کی خاطر

نہ راحت طلب ہیں نہ محنت طلب وہ
لگے رہتے ہیں کام میں اور و شب وہ

نہیں لیتے دم ایک دم بے سبب وہ
بہت جاگ لیتے ہیں سوتے میں تب وہ

وہ تھکتے ہیں اور چین پاتی ہے دُنیا

کھاتے ہیں وہ اور کھاتی ہے دُنیا

چُنیں گرنہ وہ ہوں کھنڈر کلخ و ایوان
نہیں گرنہ وہ شاہ و کشور ہو عریاں

جو بوتیں نہ وہ تو ہوں جاندار بے جاں
جو چھانٹیں نہ وہ تو ہوں حُکمل گلستاں

یہ چلتی ہے گاڑی انہیں کے سہارے

جو وہ کل سے بیٹھیں تو بے کل ہوں سارے

کیا تم میں کوشش نہ تبا تو ان کو گھلاتے ہیں محنت میں جسم و رداں کو
سمجھتے نہیں اس میں جان اپنی جاں کو وہ مر مر کے رکھتے ہیں زندہ جہاں کو

بس اس طرح جینا عبادت سے اُن کی

اور اس دُصن میں مزا شہادت سے اُن کی

مُشقت میں عمر اُن کی کٹتی ہے ساری نہیں آتی آرام کی اُن کے باری

سدا بھاگ دوڑ اُن کی رہتی ہے جاری نہ آندھی میں عجب نرینہ میں ہیں عاری

نہ لُو جیٹھ کی دم تڑاتی ہے اُن کا

نہ ٹھہرا گھ کی جی چُھڑاتی ہے اُن کا

نہ اجباب کی تیغ احساں سے گھائل نہ بیٹے سے طالب نہ بھائی سے سائل

نہ دُکھ درد میں سُوئے آرام مائل نہ دریا و کوہ اُن کے رستے میں حائل

نہ ہوں کبھی رستم و سام جیے

غیور اب بھی لاکھوں ہیں گناہ ایسے

کسی کو یہ دُصن ہے کہ جو کچھ کمائیں کھلائیں کچھ اوروں کو کچھ آپ کمائیں

کسی کو یہ کہ ہے کہ جھبیلیں بلائیں پراحساں کسی کا نہ ہرگز اٹھائیں

کوئی محو ہے نہ فرزند و زن میں

کوئی چور ہے نہ اہل وطن میں

جو معروف ہے کشتکاری میں کوئی تو مشغول دوکان داری میں کوئی
عزیزوں کی ہے غمگساری میں کوئی ضعیفوں کی خدمت گزاری میں کوئی

یہ ہے اپنی راحت کے سامان کرتا
وہ کُنبے پہ ہے جان فُتربان کرتا

کوئی اس تنگ و دو میں رہتا ہے ہر دم کہ دولت جہاں تک ہو کیجے فراہم
ہر میں جیتے جی تاکہ خود شاد و خرم مریں جب تو دل پر نلے جائیں یہ غم

کہ بعد اپنے کھائیں گے فرزند وزن کیا
لباس ان کا اور اپنا ہوگا کفن کیا

بہت دل میں اپنے یہ رکھتے ہیں ارباں کہ کر جائیں یاں کوئی کارِ مَنایاں
وہ ہوں تاکہ جب چشمِ عالم سے پنہاں تو ذکرِ جمیل اُن کا باقی رہے یاں

یہی طالبِ شہرت و نام لاکھوں
بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں

بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے نشاں جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے
شہرت کے خواہاں نہ طالبِ ثنا کے نمائش سے بیزار دشمنِ ریا کے

ریاضت سب ان کی خدا کیلئے ہے
مشقت سب ان کی رضا کیلئے ہے

کوئی ان میں ہے حق کی طاعت پر منتوں کوئی نامِ حق کی اشاعت پر منتوں
کوئی زہد و صبر و قناعت پر منتوں کوئی پسند و عنایتِ جماعت پر منتوں

کوئی موج سے آپ کو ہے بچاتا

کوئی ناؤ ہے ڈوبتوں کی تڑاتا

بہت نوعِ انساں کے غمخوار و یاد ہوا خواہ تمّت بہ اندیشِ کشور

شد اید کے دریائے نون میں شناؤ جہاں کی پر آشوب کشتی کے لنگر

ہر اک قوم کی ہست بُوداں سے ہویاں

سب اس سخن کی نموداں سے ہویاں

کسی پر ہوسختیِ صعوبت ہے اُن پر کسی کو ہونعم رنج و کلفت ہے اُن پر

کہیں ہونفاکتِ نصیبت ہے اُن پر کہیں آئے آفتِ قیامت ہے اُن پر

کسی پر چلیں تیسرا لاج ہیں یہ

نئے کوئی رہ گیا تارا لاج ہیں یہ

ہم میں شریکِ بات پر اڑنے والے یہ پھیاں کو میخوں سے ہیں جڑنے والے

و فوجِ حوادث سے ہیں لڑنے والے یہ غیروں کی ہیں آگ میں پڑنے والے

امنڈتا ہے رکنے سے اور اِن کا دریا

جنوں سے زیادہ ہے کچھ اِن کا سودا

جاتے ہیں جب پاؤں ہنٹتے نہیں یہ بڑھا کرتا دم پھر چلتے نہیں یہ
گئے پھیل جب پھر سٹتے نہیں یہ جہاں بڑھ گئے گھٹتے نہیں یہ
مہم بن کئے سر نہیں بیٹھتے یہ
جب اٹھتے ہیں اٹھ کر نہیں بیٹھتے یہ

خدا نے عطا کی ہے جو ان کو قوت سمائی ہے دل میں بہت اسکی عظمت
نہیں پھیرتی ان کا منہ کوئی زحمت نہیں کرتی زیران کو کوئی صعوبت
بھروسے پر اپنے دل و دست و پا کے
سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے

نہیں مرحلہ کوئی دشوار ان کو ہر اک راہ ملتی ہے ہموار ان کو
گلتاں ہے صحرائے پُر خار ان کو برابر ہے میدان و کسار ان کو
نہیں حائل ان کے کوئی رکھڑ میں
سمندر ہے پایاب ان کی نظر میں

اسی طرح یاں اہل ہمت ہیں جنہں کمر بستہ ہیں کام پر اپنے اپنے
جہاں کی ہر سب دھوم دھام انکے دم سے فقیر اور غنی سب طفیلی ہیں ان کے
بغیر ان کے بے ساز و ساماں تھی مجلس
نہ ہوتے اگر یہ تو ویراں تھی مجلس

زینِ سبِ خُدا کی ہے گلزارِ انہیں سے زمانہ کا ہے گرم بازارِ انہیں سے
لے ہیں سعادت کے آثارِ انہیں سے کھلے ہیں خُدائی کے اسرارِ انہیں سے

انہیں پر ہے کچھ فخر ہے گر کسی کو
انہیں سے ہے گر ہے شرفِ آدمی کو

انہیں سے ہے آباد ہر ملکِ دولت انہیں سے ہے سرسبز ہر قومِ دولت
انہیں پر ہے موقوفِ قوموں کی عزت انہیں کی جو سب رنجِ مسکوں میں برکت

دمِ ان کا ہے دُنیا میں رحمتِ خُدا کی
انہیں کو ہے پھبتیِ خلافتِ خُدا کی

انہیں کا اجالا ہے ہر رنگداریں میں انہیں کی ہے یہ روشنیِ دشتِ دریں
انہیں کا ظہور ہے سب خشکِ وتر میں انہیں کے کرشمے ہیں سب بگردِ دریں

انہیں سے یہ تہ بہت آدم نے پایا

کہ سر اس سے روحانیوں نے جھکایا

ہر اک ملک میں خیر و برکت ہے ان سے ہر اک قوم کی شان و شوکت ہے ان سے
نجات ہے ان سے شرافت ہے ان سے شرفِ ان سے فخران کی عزت ہے ان سے

جفاکشِ جو گر ہو عزت کے خواہاں

کہ عزت کا ہے بھیدِ ذلت میں پنہاں

مُشقت کی ذلت جنہوں نے اُٹھائی جہاں میں ملی اُن کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اس کے مگر گز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ سزا زوائی

نہالِ اِس گلستاں میں جتنے بڑے ہیں

ہمیشہ وہ نیچے سے اُپر چڑھے ہیں

حکومت ملی ان کو صفا رتھے جو امامت کو پہنچے وہ قصا رتھے جو

وہ قطبِ زماں ٹھہرے عطا رتھے جو بنے مرجعِ خلقِ نخب رتھے جو

اولوا فضل یاں اُٹھے سراج کتنے

ابو الوقت یاں گُزرے سلاج کتنے

نہ بونصر تھا نوع میں ہم سے بالا نہ تھا ابو علی کچھ جہاں سے زالا

طبیعت کو چمپن سے محنت میں ڈالا ہوئے اس لئے صاحبِ قدر والا

اگر نہ کسبِ مہنتِ تم کو بھی ہو

تمہیں پھر بونصر اور بوعلی ہو

بڑا ظلم اپنے پتہ تم نے کیا ہے کہ عزت کی یاں جس سٹوں پر بنا ہے

ترقی کی منزل کا جو رہنا ہے تنزل کی کشتی کا جو ناخدا ہے

قوی پشت تھیں جس سے پشتیں تمہاری

ہوئی دست بردار قوم اس سے ساری

ہنر ہے نہ تم میں فضیلت ہے باقی نہ علم و ادب ہے نہ حکمت ہے باقی
نہ نطق ہے باقی نہ ہیئت ہے باقی اگر ہے تو کچھہ قابلیت ہے باقی

اندھیرا نہ چھا جائے اس گھر میں دیکھو
پھر اکسا دو اس ٹھناتے لیے کو

بہت ہم میں اور تم میں جو ہر میں مٹنی خبر کچھ نہ ہم کو نہ تم کو ہے جن کی
اگر جیتے جی ان کی کچھ نہ خبر لی تو ہو جائیں گے مل کے مٹی میں مٹی

یہ جو ہر میں ہم میں امانت خدا کی
مبادا تلف ہو و دعیت خدا کی

یہی نوجواں پھرتے آزاد جو ہیں کینوں کی صحبت میں برباد جو ہیں
شریفوں کی کسلاتے اولاد جو ہیں مگر ننگ آباد اجداد جو ہیں

اگر نقد فرصت نہ یوں مفت کھوتے
یہی فخر آباد اجداد ہوتے

یہی جو کہ پھرتے ہیں بے علم و جاہل بہت ان میں ہیں جن کے جوہر ہیں قابل
ردائل میں پنہاں ہیں ان کے فضائل انہیں ناقصوں میں ہیں پوشیدہ کامل

نہ ہوتے اگر مائل لہو و بازی
ہزاروں انہیں میں تھے طوسی و رازی

یہی قوم ہے جس میں قحط آدمی کا جہاں شور ہے ہر طرف ناکسی کا

نہیں جہل میں جس کے حصہ کسی کا کبھی علم و فن پر تھا قبضہ اسی کا

وہ تھیں بکتیں سعی و کوشش کی ساری

وہی نُوں ہے ورنہ رگوں میں بہاری

حکومت سے مایوس تم ہو چکے ہو زر و مال سے ہاتھ تم دھو چکے ہو

دلیری کو ڈھک ڈھاک کے منہ رو چکے ہو بزرگی بزرگوں کی سب کھو چکے ہو

مدار اب فقط علم پر ہے شرف کا

کہ باقی ہے ترکہ یہی اک سلف کا

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہیں سب یا کہ ہے علم سرمایہ فخرِ انساں

عرب اور عجم ہند اور مصر و یوناں رہا اتفاق اس پر قوموں کا یکساں

یہ دعویٰ تھا اک جس پر محبت نہ تھی کچھ

کھلی اس پر اب تک شہادت تھی کچھ

جواہر تھا اک سب کی نظروں میں بھاری پرکھنے کی جس کے نہ آئی تھی باری

نضال تھے سب علم کے اعتباری نہ تھی طاقتیں اس کی معلوم ساری

پر اب جسے رو بڑے سہمیں گواہی

کہ ہے علم میں زہد دستِ الہی

کیا کوہساروں کو مسمار اس نے بنایا سمندر کو بازار اس نے
زمینوں کو منوایا دزار اس نے ثوابت کو ٹھہرایا ستار اس نے

لیا بھاپ سے کام لشکر کشی کا

دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا

یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا جہازوں کو خشکی میں چلوانے والا

صداؤں کو سانپے میں ڈھلوانے والا زمیں کے خزانے اُگلوانے والا

یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا

یہی آدمی کو ہے بے پر اڑاتا

تمدن کے ایوان کا معمار ہے یہ ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہ

کہیں دستکاروں کا اوزار ہے یہ کہیں جنگ جویوں کا ہتیار ہے یہ

دکھایا ہے نیچا دلیروں کو اس نے

بنایا ہے روباہ شیروں کو اس نے

اسی کی ہے اب چارٹو سکرانی کئے اس نے زیر ارضی اور میانی

بُوئے رام دیوانِ ماژندرانی گئے زابلی بھول سب پہلوانی

ہُو اس کی طاقت سے تنخیں عالم

پڑے سامنے اس کے چرکس نہ ولیم

یہ لاکھوں پہ ہے سینکڑوں کو چڑھاتا سواروں کو پیادوں سے ہرزک دلاتا

جہازوں سے ہے زورقوں کو بھڑاتا حصاروں کو ہے چٹکیوں میں اڑاتا

ہو ا کوئی حربوں سے اس کے نہ سرب

نہ ٹھہرے زرہ اس کے آگے نہ بخت

جنہوں نے بنایا ہے اپنا یاور ہر اک راہ میں اس کو ٹھہرا یا رہبر

یہ قول آج کل صادق آتا ہے اُن پر کہ اک نوع پر نوع انساں سے برتر

الگ سب کے کام اُن کے اور طور ہیں کچھ

اگر سب ہیں انساں تو وہ اور ہیں کچھ

بہت اُن کو معجز نما جانتے ہیں بہت دیوتا اُن کو گردانتے ہیں

پر جو ٹھیک ٹھیک اُن کو پہچانتے ہیں وہ اتنا مقرر انہیں مانتے ہیں

کہ دُنیا نے جو کی تھی اب تک کمائی

وہ سب جزو کل اُن کے حصہ میں آئی

کیا علم نے اُن کو ہر فن میں یکتا نہ ہمسر رہا اُن کا کوئی نہ ہمتا

ہر اک چیز اُن کی ہر اک کام اُن کا سمجھ بوجھ سے ہے زمانہ کی بالا

صناع کو سب اُن کی تکتے ہیں ایسے

عجائب میں قدرت کے حیراں ہوں جیسے

دیے علم نے کھول اُن پر خزانے چھپے اور قباہرتے اور پڑانے
دکھائے اُنہیں غیب کے مال خانے بتائے فتوحات کے سب ٹھکانے

ہوا جیسے چھائی ہے سب کبڑ پر

وہ یوں چھائے گا اور باختر

پہنچ ہے کہ ہے اصل تسلیم دولت رہی ہے سدا پشتِ حکمت حکومت

ہوئی سلطنتِ چین کی دُنیا سے خست نہ علم ان میں باقی رہا اور نہ حکمت

نہ یونان محکوم ہو کر رہا کُچھ

نہ ایران تاج اپنا کھو کر رہا کُچھ

پاکِ فارکش صبر و ہمت میں کامل یہ کہتا تھا محنت سے گھنٹا تھا جابل

کہ جن سختیوں کا اٹھانا ہے مشکل وہی ہیں کُچھ اے دل اٹھانے کے قابل

حلال آدمی پر ہے کہنا نا نہ پینا

نہ ہو ایک جب تک ہو اور پینا

نہیں سہل گر صید کا ہات آنا تو لازم ہے گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا

نہ بیجو جو ہے بوجھ بھاری اٹھانا ذراتی سزا نکو جو ہے دُور جانا

زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے

تو وقت اے عزیز وہی زور کا ہے

صوفیہ کا وقت

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت
شہداء میں جو ہارتے تھے نہ بہت

اٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقت
غریبی میں کرتے تھے کسبِ فضیلت
جہاں کھوج پاتے تھے علم و تہذیب کا
نکل گھر سے لیتے تھے رستہ اُدھر کا

عراقین و شامات و خوارزم و توران
جہاں جنسِ تسلیم سُنتے تھے انڈیا
وہیں پئے سپر کر کے کوہ و سیاہاں
پہنچتے تھے طلابِ افتخار و خیراں

جہاں تک عملِ دینِ اسلام کا تھا
ہر اک راہ میں ان کا نامتِ بندہ ہا تھا

نظامیہ نوریہ مستنصریہ
نفسیہ ستیہ اور صاحبیہ
رواجینہ عسریہ اور تہارہ
عزیزیہ زینیہ اور ناصرہ

یہ کالج تھے مرکز سب آفتابوں کے
جساری و کردی و جہاں تہوں کے

بشکر کو ہے لازم کہ بہت نہ ہارے
جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خدا کے سوا چھوڑے سب ہمارے
کہ میں عارضی زور کمزور ہمارے

اٹھے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سدا اپنی گاڑی کو تم آپ بانکو

ہمتِ خوان بے اشتہا تم نے کھائے بہت بوجھ بندھ بندھ کے تم نے اٹھائے
ہمتِ آس پر ساز کی راگ گائے بہت عارضی تم نے جلو سے دکھائے

بس اب اپنی گرون پہ رکھو جو تم
کرو حاجتیں آپ اپنی رواتم

تمہیں اپنی مشکل کو آساں کرو گے تمہیں درد کا اپنے دریاں کرو گے
تمہیں اپنی منزل کا سا ماں کرو گے کرو گے تمہیں کچھ اگر یاں کرو گے

چھپا دست ہمت میں زورِ قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

سراسر جو کو سلطنت فیض گستر رعیت کی خود تر بیت میں ہو یا او
مگر کوئی حالت نہیں اس سے بدتر کہ ہر بوجھ ہو قوم کا سلطنت پر
ہو اس طرح ہاتھوں میں اسکے عزیت
کہ قبضے میں غسال کے جیسے میت

وہی گرت تجارت کے اس کو بوجھائے وہی صنعت اور صرفت اُس کو بتائے
وہی کشتکاری کے آئیں سکھائے وہی اُس کو لکھوائے وہی پڑھائے

ملاجس رعیت کو ایسا سہارا
کیا آدمیت نے اُس سے کناراً

یہی سلطنت کی ہے کافی اعانت
نفوس اور اموال کی ہوجنا ملت
کہ ہو ملک میں امن اس کی بدولت
حکومت میں ہو اعتدال اور عدالت

نہ توڑا رعیت پہ بے جا ہو کوئی

نہ قانون چھٹ کارنہ سرا ہو کوئی

جہاں ہو یہ انداز سراں روانی رعیت کی ہے وہاں نہیٹ بے حیائی

کہ ہر کام میں آس ڈھونڈے پرانی کرے آپ اپنی نہ مشکل کشائی

کھڑا ہو سہلے اک اڑوار کے گھر

ہٹی وہ جہاں آ رہا یہ زمیں پر

گیا اب وہ دل تنگیوں کا زمانا کہ اپنوں کا حضور تھا پڑھنا پڑھنا

برہمن کا پہنے اگر مشدر بانا تو اس پر نہیں کوئی اب تازیانا

ہوئے برطرف سب نشیب و فراز اب

سفید و سیاہ میں نہیں امتیاز اب

بس اب وقت کا حکم ناطق ہی ہے کہ جو کچھ ہے ذیبا میں تعلیم ہی ہے

یہی آج کل اصل فرماندہ ہی ہے اسی میں چھپا ستر شاہنہشی ہے

مٹی ہے یہ طاق ت اسی کہیہ کو

کہ کرتی ہے یہ ایک شاہ و گدا کو

سکھاتی ہے محکوم کو یہ اطاعت بُھماتی ہے حاکم کو راہِ عدالت
دلوں سے مٹاتی ہے نقشِ عداوت جہاں سے اٹھاتی ہے رزمِ بغاوت

یہی ہے رعیت کو حق دار کرتی

یہی ہے کہ دوسرے کو ہموار کرتی

مُسنی ہے غریبوں کی فریاد اسی نے کیا ہے غلامی کو برباد اسی نے
رہسبک کی ڈالی ہے بنیاد اسی نے بنایا ہے پسبک کو آزاد اسی نے

مقتید بھی کرتی ہے یہ اور راہی

بناتی ہے آزاد بھی باوفا بھی

تجارت نے رونق ہے یہ اس سے پانی کہ بیچ اس کے آگے ہے فنِ لزونی
فلاح کی یہ منزلت ہے بڑھانی کہ صلاح کرتے ہیں مُعجز نامانی

ترقی یہ صنعت کو دی ہے بلا کی

کہ ہوتی ہے معلومِ قدرتِ خدا کی

یہ نا اتفاقی ہے قوموں سے کھوتی یہ قومی محبت کا ہے بیج بوتی

یہ آپس کے کینے دلوں سے دھوتی یہ دانے ہے سب ایک ٹیس پر دتی

یہ نقطوں پہ خط کی طرح ہے گزرتی

کہ دُرعوں دلوں کو ہے یہ ایک کرتی

جہاں یہ نہیں واں نہ قوم اور نہ ملت نہ ملکی حمایت نہ قومی حمیت
جدا سب کے رنج اور جدا سب کی رحمت الگ سب کی عزت الگ سب کی ذلت

خبر واں نہیں یہ کہ ہے قوم شے کیا
چھپا سترحق اس تعلق میں ہے کیا

جنہوں نے کہ تسلیم کی قدر و قیمت نہ جانی۔ مُسلط ہوئی اُن پر ذلت
لوگ اور سلاطین نے کھوئی حکومت گھرانوں چھپائی امیروں کے نکت

بے خاندانی نہ عزت کے قابل
ہوئے سارے دہے شرافت کے باطل

نہ چتے ہیں واں کام کارگیروں کے نہ برکت ہے پیشیہ میں پیشیہ دروں کے
بگڑنے لگے کھیل سوداگروں کے نہوئے بند دروازے اکثر گھروں کے

کھاتے تھے دولت جو دن ات بیٹھے
وہ ہیں اب دھرے ات پر ات بیٹھے

ہنر اور فن واں ہیں سب گھٹتے جاتے ہنر مند ہیں روز و شب گھٹتے جاتے
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے طبیب اور اُن کے مطب گھٹتے جاتے

ہوئے پست سب فلسفی اور منظر
نہ ناظم ہیں سرسبز اُن کے زناثر

اگر اک پہننے کو ٹوپی بنائیں تو کپڑا وہ اک اور دنیا سے لائیں
جو سینے کو وہ ایک سُئی منگائیں تو شرق سے مغرب میں لینے کو جائیں

ہر اک شے میں غیروں کے محتاج ہیں وہ
کمینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ

نہ پاس اُن کے چادر نہ بستر ہے گھر کا نہ برتن میں گھر کے نہ زیور ہے گھر کا
نہ چاقو نہ میسنجی نہ شتر ہے گھر کا صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا

کنول مجلسوں میں تسلیم فستوں میں
اٹاٹ ہے سب عاریت کا گھروں میں

جو مغرب سے آئے نہ مال تجارت تم جابیں بھوکے وہاں اہلِ حرفت
ہو تجارت پر بند راہِ معیشت دکانوں میں دھونڈے نہ پائے بضات

پر لٹے سہاے ہیں بیوپار وال سب
طنیلی میں سیٹھا اور تجارت رواں سب

یہ میں ترکِ تعلیم کی سب سزائیں وہ کاش اب بھی غفلت سے باز اپنی آئیں
مبادارہ عافیت پھر نہ پائیں کہ میں بے پناہ آنے والی بلائیں

ہوا بروہتی جاتی سرِ رگہز ہے
چراغوں کو فناؤں بن ابخلر ہے

لے فرد بخشی دوران کھڑا ہے ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے
جنہیں ماہر اور کرتبی دیکھتا ہے انہیں بخش تا تیغ و طبل دہوا ہے

یہ ہیں بے ہنسر یک قلم چھتے جاتے
رسالوں سے نام اُن کہے ہیں اکٹھے جاتے

بس اب علم و فن کے وہ پھیلاؤ سماں کہ نسلیں تمہاری نہیں جن سے انساں
غریبوں کو راہ ترقی ہو آساں امیروں میں ہو نورِ تسلیم سماں
کوئی ان میں دُنیا کی عزت کو تھامے
کوئی کشتی دینِ ملت کو تھامے

بنے قوم کھانے کمانے کے قابل زمانے میں ہو موند کھانے کے قابل
تمدن کی مجلس میں آنے کے قابل خطابِ آدمیت کا پانے کے قابل
سمجھنے لگیں اپنے سب نیک بدوہ
لگیں کرنے آپ اپنی اپنی مددوہ

کر وقتِ دران کی ہنسر جن میں پاؤ ترقی کی اور اُن کو رغبتِ دلاؤ
دل اور وصلے ان کے مل کر بڑھاؤ ستوں اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ
کوئی قوم کی جن سے خدمت بن آئے
بٹھائیں انہیں سر پہ اپنے پائے

آٹھ صحت نسیم

قدرتِ انظر العزیز

کرو گے اگر ایسے لوگوں کی عزت تو پاؤ گے اپنے میں تم ایک جماعت
بڑھائے گی جو قوم کی شان و شوکت گھرانوں میں پھیلائے گی خیر و برکت

مدد جس قدر تم سے وہ آج لے گی
عوض تم کو کل اس کا وہ چندے گی

ترقی کے یونان کے اسباب کیا تھے ہنر پر جہاں پیر و برناںدا تھے
تمغن کے میدان میں زور آتا تھے وطن کی محبت میں کیرفنا تھے

مقاصد بڑے اور ارادے تھے عالی
نہ تھا اس سے چھوٹا بڑا کوئی خالی

سب کچھ نہ تھا اس کا ہر فرد دانی کہ ہوتے تھے جو علم و حکمت کے بانی
ترقی میں کرتے تھے جو جاں فشانی حیات ان کو متی تھی واں جاودانی

وطن جیتے جی اُن پر تباں تھا سارا
پس از مرگ چُتے تھے وہ آشکارا

اسی گرنے تھا جو شس سب کو دلایا کہ تھا اک جزیرہ نے رتبہ یہ پایا
اسی شوق نے تھا دلوں کو بڑھایا اسی نے تھا یونان کو یونان بنایا

اس ہمیں پر کوششیں تھیں یہ ساری
کہ ہو قوم کے دل میں عظمت ہماری

جنہیں ملک میں اپنی رکھی ہو وقت
جنہیں سلطنت کی ہو مطلوب قربت
جنہیں تھامنی ہو گھرانے کی عزت
جنہیں دین کی ہو منظور ذلت

جنہیں نسل و اولاد ہو اپنی پیاری

انہیں فرض ہے قوم کی عکساری

بہت دل میں نرم ان دنوں ہوتے جاتے
کہ حالت یہ ہیں قوم کی اڑے آتے
تنتزل پہ ہیں اس کے آسمو بہاتے
نہیں آپ کچھ کر کے لب کن دکھاتے

خبر بھی ہے دل ان کے جلتے میں کس پر

وہ ہیں آپ ہی بات ملتے ہیں جس پر

رئیوں کی جاگیر داروں کی دولت
فقیہوں کی دانشوروں کی فضیلت

بزرگوں کی اور واعظوں کی نصیحت
ادیبوں کی اور شاعروں کی فصاحت

جچے تب کچھ آنکھوں میں اہل وطن کی

جو کام آئے بہبود میں انجمن کی

جماعت کی عزت میں ہر سب کی عزت
جماعت کی ذلت میں ہر سب کی ذلت

رہی ہے نہ ہرگز رہے گی سلامت
نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت

وہی تلخ پھولے گی یاں اور پھلے گی

ہری ہوگی جو کس گلستاں میں جس کی

ذخیرہ ہے جب چیونٹا کوئی پاتا تو بھاگا جماعت میں ہے اپنی آتما
انہیں ساتھ لے لیکے ہریاں سے جاتا فتوح اپنی ایک ایک کو ہے دکھاتا
سدا ان کے ہیں اس طرح کام چلتے
کمانی ہو ایک اک کی لاکھوں ہیں پتے

جب اک چیونٹا جس میں دانش و حکمت نبی نوع کی اپنے برائے حاجت
میشے سے ایک اک کو بخشے فرغت کرے اُن یہ وقف اپنی ساری غنیمت
تو اس سے زیادہ ہے بے غیرتی کیا

کہ ہو آدمی کو نہ پاس آدمی کا
غضب ہے اک جو نوع ہو سب سے برتر گئے آپ کو جو کہ عالم کا سرور
فرشتوں سے جو سمجھے اپنے کو بڑھ کر خدا کا بنے جو کہ دنیا میں منظر

نہ ہو مردی کا نشاں اس میں اتنا
مسلم ہے مٹی کے کیڑوں میں جتنا
اتنی بحق رسول تھامی ہر اک فرد انساں کا تھا جو کہ حامی
جسے دور نزدیک تھے سب گم امی برابر تھے مکی دزنگی و شامی
شریروں کو ساتھ اپنے جس نے نباہا
بُروں کا ہمیشہ بھلا جس نے چاہا

طفیل اس کا اور اسکی عترت کا یارب
پھر جلد بات اس کی اُمت کا یارب
اک برس پہنچ اپنی رحمت کا یارب
غبار اُس سے جو دھوئے ذلت کا یارب
کہلت کو ہے ننگ ہستی سے اُس کی
ہوا پستِ اسلامِ پستی سے اُس کی
انہیں گل کی فنک آج کرنی سکھائے
ذرا ان کی آنکھوں سے پردہ اٹھائے
کمیں گاہِ بازی دوران کھائے
جو ہونا ہے گل آج ان کو سمجھائے
چھتیں پاٹ لیں تاکہ باراں سے پہلے
سفینہ بنا رکھیں طُوفان سے پہلے
بچان کو اس تنگنائے بلا سے
کہ رستہ ہو گم رہ رو رہنما سے
نہ امید یاری ہو یا آشنا سے
نہ چشمِ اعانت ہو دست و عصا سے
چپ ورا اس چھائی ہوئی ظلمتیں ہوں
دلوں میں امیدوں کی جا حسرتیں ہوں



عرضِ حال

بجنابِ سرورِ کائناتِ علیہ افضلُ الصلوات واکملُ التحیات

اُنت پتیری آکے عجب وقت پڑا ہے
پردیس میں وہ آج غریب الغراب ہے
خود آج وہ مہمانِ سرائے فقرا ہے
اب اُس کی مجالس میں تہیٰ زبیا ہے
اب اُس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
اس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
اس دین میں خود بھائی و اب بھائی جدا ہے
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں پایا ہے
اس دین میں اب فقر ہے باقی زینا ہے
وہ عرضہ تیغِ جہلا و سہما ہے

اے خاصہ فاضلِ رسل وقتِ دعا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
جس دین کے بغوت تھے کبھی سیر زکریٰ
وہ دین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا گنجبُل
جو تفرقہ تو ام کے آیا تھا اُٹھانے
جس دین نے غیروں کے تھے دل آکے ملائے
جو دین کہ ہمدردِ نبی نوعِ بشر تھا
جس دین کا تھا فقر بھی اسیہِ غنا بھی
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی

اب متعرض اس دین پر ہرگز سرا ہے
وینداؤں میں پر آب کے باقی نہ صفا ہے
منعم ہی سو مغرور ہے مفلحس ہو گا ہے
یہ مجلس اعیان ہے وہ بزم شرفا ہے
پیازوں میں محبت کے زیادوں میں وفا ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے
بے دولت و علم اس میں رونق نہ بہا ہے
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے
مدت کے اسے دور زمان میٹا ہے
از بار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اُسکے ہوا ہے
یاد آج تلک جس کی زمانے کو ضیا ہے
بُٹھنے کو ہے اب گر کوئی بُٹھنے کو پکا ہے

جس دین کی محبت سے سب ایمان تھے مغنوا
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمہ صفا
عالم کی سوجے عقل ہے جاہل ہے سو حوش
یاں راگ سے دن رات تو واں رنگ شب و رُو
چھوٹوں میں اطاعت کے، بے شفقت سے بڑوں میں
دولت کے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق
شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
ڈر ہے کہیں یہ نام بھی ہٹ جائے نہ آخر
جس قصر کا تھا سر فلک گنسا باقبال
بیرا تھانہ جو بادِ محن الف سے خبر دوا
وہ روشنی بام و درِ کشورِ اسلام
روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج

عشر تک سے آباد تھے جس قوم کے ہر نو
چاوش تھے لکارتے تہ جن رہگذروں میں
وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی
جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہوا اتنا
بجڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں منتی
تھی آس تو تھا خوف بھی ہر راہ جاکے
جو کچھ ہیں وہ سب پنہری لوتوں کے ہیں کرتوت
دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
کی زین بیدن سب نے ہی پوشاک کتاں کی
درکاریں یاں عمر کے میں جوشن و خفتاں
دریائے پراثر ہے اک راہ میں حائل
لمتی نہیں اک بوند بھی بانی کی جہاں غفت
یاں نکلے میں سودے کو درم لے کے پرانے
فریاد ہے اے کشتی اُمت کے نگہاں

اس قوم کا ایک ایک گھر بزمِ عزا ہے
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے
وہ یادیں اسلاف کے اب و قبضا ہے
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے
گم درشت میں اک قافلہ بے پل و راہ ہے
ہے اس سر یہ ظاہر کہ سہی حکمِ قضا ہے
اب خوف سے ہمت کے دلوں میں جُبا ہے
شکوہ ہر زمانے کا نہ قسمت کا گلا ہے
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے
اور دوش پر یاروں کے وہی کندہا ہے
اور مٹی کے گھوڑا وہ پیریاں قصہ نثار ہے
واں قافلہ سب گھر سے تیردت چلے ہے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

دُنیا پتہ ترا لطف سدا عام رہا ہے
جب تو نے کیا نیک سلوک اُن کو کیا ہے
کی اُن کیسے تو نے بھلائی کی اُن کا ہے
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے ہر دیا ہے
ہر باغی و سرکش کا سدا رخ کو ٹھکا ہے
مستقل اُنہی سے تری پھر مرع و ثنا ہے
امد اسے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے
ظہروں میں بہت جس کا جہازا کے گھر ہے
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے
وہ تیری محبت تری عمرت کی ولا ہے
تھیجا جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے
وہ خاک ہماے لئے داروئے شفا ہے
اب تک وہی قبل تری اُمت کار با ہے
کعبے کوشش اسکی ہر اک دل میں سوا ہے
اب تک تو تے نام پہ اک ایک فدا ہے

اے چشمہ رمت بآبی اَنْتَ دَا اِنْفِی
جس قوم نے گھرا اور وطن تجھ سے ٹھہرایا
مردم در دنداں کو تے جس نے کہ پہنچایا
کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترسم
جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
ترا و تھے جب کہ یہ امد اسے میں اپنے
کرتی سے دعا امت مرحوم کے حق میں
امت میں تری نیک بھی میں بد بھی میں لیکن
ایماں جسے کہتے ہیں عقیدہ میں ہماے
ہر حق پیش دہر محض لطف میں ترا نام
جو خاک ترے در پہ ہے جا ر و بے اڑتی
جو شہر ہو تیری ولادت سے مشرف
جس ملک نے پانی تری ہجرت سے سعادت
کل دیکھے پیش آئے غلاموں کو تے کیا

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر میں تمہارے
گرد میں تو حق اپنا ہے کچھ تجھ پہ زیادہ
نذیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
خود جاہ کے طالب میں عزت کے ہیں خواہاں
گردین کو جو کھوں نہیں ذلت سے ہماری
عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حداد سے

نسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے
اخبار میں الظالمین نے ہم نے سنا ہے
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے
پر فکر تے دین کی عزت کی سدا ہے
اُنت تری ہر حال میں ارضی برضا ہے
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے
باتوں سو ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون کون
یاں خنیش لب خارج از آہنگِ خطا ہے



مکمل تفسیر بیان القرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی

مشہور و معروف مقبول عام تفسیر

اردو زبان کی تمام تفسیروں میں اپنی بے نظیر خصوصیات کی بنا پر

سب اعلیٰ اور منفرد تسلیم کی گئی ہے

یہ مایہ ناز اور بے مثال تفسیر بارہ جلدوں میں شائع ہو رہی ہے

نمونے کے صفحے مفت طلب فرما کر ملاحظہ فرمائیے

ملنے کا پتہ :-

تاج کمپنی لمیٹڈ بندر روڈ پوسٹ بکس ۲۵۰ - کراچی

فرہنگ

الف

آلِ عَدْنَان - بنی اُمیہ جو کئی صدیوں تک اسپین میں حکمران رہے
ان کے جد علی کا نام عدنان تھا۔ اسی لئے بنی امیہ اور ان کے بنو ام
یعنی بنی ہاشم سب آلِ عدنان میں •

آلِ غَالِب - رسولِ خدا کے دو بیو دادا کا نام غالب ہے۔ جو کہ
عدنان سے گیارہ پشت نیچے ہیں۔ پس بنی ہاشم اور بنی امیہ کو
آلِ غالب بھی کہتے ہیں •

آماج - نشانہ -

آرمنہ - آرمینہ بنت وہب بن عبدمناف آنحضرت کی والدہ کا نام ہے۔
اُتْمَہ - امام کی جمع اہل سنت کے ہاں بارہ اماموں کے سوا اور لوگوں
کو بھی جو کسی علم دین میں اپنے معاصرین سے فائق ہوئے ہیں امام
کہا گیا ہے جیسے امام عظیم، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام
فخر الدین رازوی۔ امام غزالی وغیرہم •

آسکھ چرانا - کنہ کرنا۔ کترانا پلڑ پکانا •

ابلاہ - جمع بر یعنی نیک •

ابوبکر رازی - علی ابن مسلمی الخراسانی ہند میں پانچ نامی طبیبوں کا ذکر ہے
ابوبکر سے کا باشندہ تھا۔ مدتوں سے اور ہندو میں طلب کیا اور
آخر عمر میں اندھا ہو گیا اور ۲۰۰ھ میں مر گیا۔ اس کی تصنیفات ۳۱۳
ہیں جن میں سے اکثر طبی ہیں •

علی ابن عیسیٰ کو جمہیر زان سائیکو پیڈیا میں اسلام کے پہلے
۲۰ مدارس سے لکھا ہے حسین ابن سینا ابوعلی شیخ رئیس کا نام جو اسکی
تصنیفات مختلف علوم میں تقریباً ۲۰۰ شمار کی گئی ہیں جن میں سے
کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ جلدیں تھیں ۱۸۔ قانون کی ۱۳۔ اور
کتاب الانصاف کی ۲۰۔ لسان العرب کی ۱۰ جلدیں ہیں ۲۵۔
میں ۵۸ برس کی عمر میں مرا اور ہمدان میں مدفون ہوا •

حنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی
طبیب ہے اس نے خلفاء عباسیہ کے ہاں نشوونما پائی تھی۔
متوکل کے عہد میں سررشتہ ترجمہ کا افسر تھا اور عراق عرب میں رہتا
تھا اس لئے حکماء اسلام میں اس کا شمار ہے •

ضیاء الدین ابن بطیار اندلسی علم نباتات میں مشہور تھا۔

شہادۂ مسیح سے ۳۲۲ء میں پہلے ۶۳ برس کی عمر میں نماز
ارسطو کی تعلیم - حکماء اسلام ارسطو کو مسلم اول اور ابو نصر فارابی کو
معلم ثانی کہتے ہیں۔ اسی لئے ارسطو کے افادات کو تعلیم کے لفظ
کے ساتھ تعبیر کیا ہے +

ارم - کہتے ہیں کہ شہزادے تک یمن میں باہین منسا اور حضرت موت
ایک باغ بنوایا۔ جس کا طول و عرض بارہ بارہ فرسنگ تھا۔ اس کا نام
ارم ہے۔ اور ارم کو شعر بمعنی برشت بھی استعمال کرتے ہیں +
ارمنی - آرمینیا کے رہنے والے +
اڑالے گئی باد پندار جس کو - انجمنی جس کو غور نے
تباہ اور برباد کیا +

مستعصم ہانہ جس پر خلافت بغداد کا خاتمہ ہوا۔ اس غرور کا
یہ حال تھا کہ قصر خلافت کے آستانہ پر ایک پتھر بمنزلہ حجر الاسود کے
پڑا ہوا تھا جس کو امر اوزرار۔ رجاتے وقت چوستے تھے۔ اس
غفلت و پندار کا نتیجہ یہ ہوا کہ تازیوں نے خلافت کا نام و نشان
صغیر ہستی سے مٹا دیا۔ دوسرے مصرع میں اس آیت سے یہی مراد ہے
اڑواڑ۔ وہ لکڑی جو پرانی چھت وغیرہ کے نیچے گر پڑنے کے بعد
سے لگا دیتے ہیں +

ازل کا پیمان - پیمان الست جس کا اشارہ قرآن کی آیت
اَلَسَّنْتُ بِرَبِّكَ قَالُوْا بَلٰی لٰی طَرَفَ نَبِیْ +

نباتات کی تحقیقات میں دور رس کے مترکے اویہ ہفردہ کے بیان
میں کٹر کتابوں کا مانند اس کی تصنیفات میں شہادہ میں نبات پائی
ابنصرنا۔ پستی سے بھگنا۔ ڈوب کر اچھلنا۔ بیماری سے افادہ پانا۔
اجارا۔ دعوت، زبردستی، زور +

اجانب - اجنبی کی جمع، اغیار، بیگانے +
اجلاف - کینے لوگ +

آچھوتا - جس کو کسی نے ہات نہ لگایا ہر جمع آچھوتا تھا تو حیا کا
جام اب تک - اس مصرع میں اس سے یہ مقصود ہے کہ جس توجید کی سلام
نے تعلیم دی وہ اویان سابقہ کے حصہ میں نہیں آئی تھی +
اخبار - حرآ آزاد کی جمع یعنی وہ لوگ جو خدا کے ہوا سب چیزوں کے
آزاد اور بے تعلق ہیں +

اجبار - جمع جبر۔ یہودیوں کے عملائے دین کو اجبار کہتے ہیں +
احسان - سلوک، بھلائی، +

اجبار دین - احادیث نبوی کی طرف اشارہ ہے +
اوصھورا - پورے کی ضد یعنی نامکمل اور ناتمام جو پورا نہ ہو +

ارکان اسلام - اصول اسلام سے ہے جب تک ارکان اسلام
برپا یعنی جب تک اسلام کے اصول اپنی حالت پر قائم رہے۔ اور
ان میں کسی قسم کا کوئی تزلزل نہ آیا +

ارسطو - یونان کا مشہور حکیم ہے۔ سکندر کا استاد اور افلاطون کا

آسامی بنانا۔ کسی روئے تمدنی کو فریب دے کر ٹھکانا اور اس کے روپیہ وصول کر لینا۔

آسانید۔ جمع اسناد یعنی حدیث کی وہ کتابیں جن میں ہر ایک سنیہ مع اس کے راویوں کے نام کے لکھی گئی ہے جیسے بخاری اور مسلم وغیرہ استفادہ۔ فائدہ حاصل کرنا۔ تلمذ۔ شاگردی۔ ارادت +

اسی جزر و مد سے ڈوبیا ہے ہم کو۔ نا اتفاق کو سمندر کے مد و جزر سے تشبیہ دی ہے کیونکہ اس میں بھی ایک قسم کا اختلاف پایا جاتا اشاعت۔ شائع کرنا۔ رواج دینا۔ پھیلانا +

اشراف۔ شریف کی جمع۔ مگر اردو میں واحد یعنی شریف کی جگہ زیادہ استعمال میں آتا ہے +

اصل۔ جڑ۔ قاعدہ کلیہ اور مذہبی اصطلاح میں جو مسائل عقائد سے علاوہ رکھتے ہیں ان کو اصول کہتے ہیں اور جو عمل سے علاوہ رکھتے ہیں وہ فروع کہلاتے ہیں +

اصل شقاوت۔ بے نیکی کی جڑ +

اصول۔ علم اصول فقہ کے جاننے والا +

اعیان۔ شرقا۔ اُرد اور سلطنت کے متنازلوگ +

اقامت سے بہتر ہے اس وقت رحلت یعنی اس وقت دنیا میں رہنے سے کوچ کرنا اچھا ہے۔ یعنی زندگی سے سوت بہتر ہے +

اقران و امثال۔ ہمسرہ ہمشیم۔ ہم عصر اور ہم عمر لوگ +

اقتصاء عالم۔ لطاف عالم۔ تصانیر اس کی جمع اقتصاہی۔

آگسانا۔ چراغ کو اشتعالک دینا +

اگر نشہ سے ہو غیبت میں پنہاں۔ یعنی اگر غیبت میں بھی شراب کا سانس نہ ہو تو تمام مسلمان مست و مدہوش پائے جائیں کیونکہ غیبت سے بچا جہا کوئی نظر نہیں آتا +

الپ ارسالاں۔ سلجوقیوں کے سلسلہ کا دوسرا بادشاہ ہے

اس کے باپ کا نام حنف بیگ اور چچا کا نام طفزل بیگ تھا۔ طفزل

بیگ نے اپنی زندگی میں اس کو ولیعہد مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ طفزل

کے بعد اس کا جانشین ہوا +

الذین یُؤمنون۔ یعنی دین آسان ہے یہ حدیث نبوی کے الفاظ ہیں

الہی۔ وہ علم ہے جس میں ذات باری تعالیٰ اور ارواح و مجردات

سے بحث کی جاتی ہے۔ یونان میں اس کو تصوف لوجی کہتے ہیں جس کو

عرب نے اتولو جیا بنا لیا ہے +

اُم الحرام۔ یعنی تمام گناہوں کی جڑ +

اُمنذنا ہے رکنے سے اور اُن کا دریا۔ یعنی ان لوگوں

کی جس قدر مزاحمت ہوتی ہے اسی قدر ان کا جوش زیادہ ہوتا ہے +

اُمّی۔ اُن پڑھ۔ ابتدائے اسلام میں اور اس سے پہلے چونکہ عرب میں تعلیم و تعلم کا رواج نہ تھا اس لئے عربوں کو اُمّی کہا گیا ہے +

دیتا ہے اس آیت کی طرف اشارہ ہے **قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ**
یعنی میں بھی تم ہی جیسا انسان ہوں مگر مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے +



بات پر اڑنا۔ اصرار کرنا۔ ہٹ کرنا۔ اپنی بات سے نہ ہٹنا +
باغ چھانٹنا۔ باغ کو آراستہ کرنا۔ درختوں سے خشک! زربکھار میں
اور پتے ڈور کرنے +

باغ رضوان۔ بہشت +

باغ رغمانا۔ خوب صورت باغ، باغ زیبا +

بانو۔ خاتون۔ گھر کی بیوی +

• پیایا بُرانی سے اُن کو یہ کہہ کر الخراس بندیں اس حدیث
کی طرف اشارہ ہے **ذَكَرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ بَعَادَةَ وَذَكَرَ**
أَخْرَجَتْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ لَا يَجِدُ بِالرَّحْمَةِ يَعْنِي الْوَرَعِ +

• پچھڑنا۔ میلہ پچھڑنا۔ اس کا ٹوٹ جانا۔ پرانہ اور متفرق ہو جانا +
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا۔ یعنی انتہا میں نہ کیے کی طرح
تم مجھ کو بڑھا کر الو بہت کے درجہ تک نہ پہنچا دینا۔ کیونکہ اس طرح
دین کے مخالفوں کو اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ اور دین کی تعمیر
ہوتی ہے۔ پس انبیاء کو ان کی مدد سے بڑھا دینا گویا ان کے رتبہ کو
دُنیا کی نظیر میں گھٹا دینا ہے +

بدن کے ننگے بان بستر کے دربان۔ یعنی ہر وقت اپنا

امیروں کو تنبیہ کی اس طرح پر الخراس بندیں اس حدیث کی
طرف اشارہ ہے **إِذَا كَانَ أَمْرًا ذَكَرَ خِيَارَ كَرِهَ وَأَغْنِيَا ذَكَرَ سَمَحًا كَرِهَ**
وامور کو شعوری بینکہ نظر رکھنا اور خیر لکھ من بطنها واذاکان
اصراء کھ شوا رکھ واغنیاء ذکھ خلا ذکھ وامور کھ الی انسانکھ فیطن
اکھ روض خیر اکھ من ظھوہا یعنی جب تم میں سے بہتر لوگ تمہارے
حاکم ہوں اور تم میں سے فیاض لوگ والدار ہوں اور تمہارے کام باہمی
مشورہ سے ہوں تو تمہارے لئے زمین کے پیٹ سے اُس کی پشت
اچھی ہے (یعنی تمہاری زندگی موت سے بہتر ہے) اور جب تم میں سے
بد لوگ تمہارے ناکم ہوں اور بخیل لوگ امیر ہوں اور تمہارے کام
عورتوں کے حوالہ ہوں تو تمہارے لئے زمین کا پیٹ اس کی پشت
سے بہتر ہے (یعنی تمہیں موت زندگی سے اچھی ہے) +

اطمین۔ امانت دار۔ عرب کے لوگ بعثت سے پہلے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کے لقب سے پکارا کرتے تھے +

انہیں کو ہے پھرتی خلافت خدا کی اس میں قرآن کی
اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا
خلیفہ فرمایا ہے **إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً +**

ایتھنصر۔ یونان کا قدیم دار الحکومت جس میں بڑے بڑے حکیم اور
مفتن گزرے ہیں عرب اس شہر کو مدینہ النکمار کہتے تھے +

ایلیحی۔ یمنیا مبرہ ترک میں ایل بنیام کو کہتے ہیں اور چنی نسبت کا ناؤ

کی حفاظت اور خود آرائی میں مصروف رہتے ہیں باہر کمپوزوں میں پڑے
ایٹنڈتے ہیں گویا بستر کے دربان ہیں •

پدیا - علم - ہنر - بزرگی •

بزرگ - لڑاکا جس سے لڑائی کا اندراج ہو سکے - بزر نہیں ملتا - یعنی کوئی
ایسا لڑاکا نہیں ملتا جس سے اس کی شادی کی جاتی •

بزر عظیم - ایشیا - افریقہ - یورپ - امریکا - آسٹریلیا - ان میں سے ہر ایک کو
بزر عظیم کہتے ہیں۔ مگر سندس میں صرف اول کے تین بزر عظیم مراد ہیں کیونکہ
عرب کی ترقی کے وقت صرف وہی معلوم تھے •

بزر بربر - مصر کے افریقہ کے شمال میں جو ملک جو وہ بزر کہلاتا ہے •
برہمن کا پسپا کرنے اگر شہر بنانا - ہندوؤں کے ان منو شاستر
میں چار مذاہن مقرر ہیں اور ہر ایک ذات کے لئے خاص خاص کام
منصوص کئے ہیں اور شہر کو سب اہل قریا دیا ہے یہاں تک کہ
اگر وہ برہمن کے خاص کاموں میں دخل لے تو اس کے لئے سخت سزا
مقرر ہے •

آج کل کے مرنے یا سمجھتے ہیں کہ آریہ قوم نے تنگ دلی سے
ہندوستان کے قدیم باشندوں کو شہر قرار دیا تھا اور تمام ذلیل کام ان کے
واسطے مخصوص کئے تھے یہاں تک کہ اگر شہر برہمن کا بنا یعنی لباس
پسین لیتا تھا تو مستوجب سزا ہوتا تھا۔ سندس میں نظارہ کیا گیا ہے کہ
کہ اس زمانہ میں وہ حال نہیں ہے بلکہ قانون میں حاکم و محکوم میں کچھ

فرق نہیں رکھا گیا •

بسیرا - اہل میں پرندوں کے رات کو آرام کرنے کو کہتے ہیں جو برہمن
انسان کے رہنے اور بود و باش کرنے کو بھی کہتے ہیں خصوصاً
جب کہ وحشیوں کی بود و باش کا ذکر ہو •

بقر اط - یہ شخص قدیم اقلادہ شام یعنی شہر حمص میں سکندر سے
تقریباً سو برس پہلے گذرا ہے - عربی طب میں سب سے پہلے
اسی کی کتابوں کا ترجمہ ہوا ہے •

بکر و تغلب - عرب کے دو بڑے خاندانوں کے نام ہیں جن میں
یہ لڑائی ہوئی تھی اور اس کو حرب بسوس کہتے ہیں - سب لڑائی کا یہ
تھا کہ بکر خاندان کی ایک عورت کے ہاں جس کا نام بسوس تھا ایک
ہمان آیا - اس ہمان کی اونٹنی چرتی ہوئی کلیب کی چراگاہ میں جو
خاندان بنی تغلب سے تھا چلی گئی اور کلیب نے اس کے تھنوں
کو اپنے تیرے زخمی کر دیا - یہ بات بنی بکر کو بہت ناگوار ہوئی - اور
ان میں سے ایک شخص مہمل نے کلیب کو برہمن سے مار ڈالا - اور

دونوں خاندانوں میں لڑائی چھپر لگئی جو عرصہ تک قائم رہی •
بگڑ کر سنبھلنا - یعنی سخت بیمار ہو کر اچھا ہونا •
بنا - بنیاد عمارت •

بناج - تجارت - بیوپار - لین دین •
بوکھوٹا - خوشبو پھینکا •

بکھرے ان کے میلے بچھڑنے لگے اب ہمیں ان کی
جہانتیں پر لگندہ اور ان کی مجلسیں درہم درہم اور ان کی سلطنتیں نزدیک
ہونے لگیں +
بھگوان - خدا +

رہنوار - بیوہ کا بگڑا ہوا ہے - معادہ اولین دین کو کہتے ہیں +
بھیریا چال - آورد کی دیکھا دیکھی کوئی کام کرنا +
بیڑا - کئی جہاز جو اکٹھے ہو کر کسی ٹھم پر جائیں +
بے محابا - بید خطر، بے خوف و خطر، اگرچہ اصل لغت میں محابا کے
یعنی نہیں - لیکن اردو میں اسے طبع استعمال ہوتا ہے +



پاک شہدا - آزاد، بے باک، بے شرم جس کو کسی کا لحاظ نہ ہو +
پایاب - اترا ہوا دریا جس میں کشتی کے بغیر جا سکیں +
پتے کا کھڑکا - ذرا سی آہٹ - تھوڑا سا خطرہ +
پرست - پہاڑ کو کہتے ہیں +
پر جا - رعایا +

پڑے ہیں اک امید کے ہم سہارے - یعنی صرف اس
امید پر کہ ہم مرکز نجات پائیں گے اپنے دلوں کو تسلی دیتے ہیں +
پس از مرگ بختی تھے وہ اشکارا - قدیم یونانیوں کا دستور
تھا کہ جو شخص اہل کمال مہ جاتا اس کو دیوتا قرار دے کر اسکی پرستش کیا کرتے تھے +

بوہل - شکرین قریش کا سردار تھا اور رسول خدا کا بڑا دشمن تھا +
بو قعیس - عرب کے پہاڑ کا نام ہے جسکے نیچے مغرب کی طرف شہر مکہ ہے +
بول بالا ہونا - غالب ہونا - اس کا بول بالا ہو یعنی اس کی بات
بڑی ہو وہ سب پر غالب ہو جائے +

بوالنصر - محمد بن محمد بن ترخان جو ابو نصر فارابی اور معلم ثانی کے لقب سے
مشہور ہے حکما اسلام میں اس کے تریکا کوئی حکیم فن حکمت میں نہیں ہوا
اس کی تقریباً ساٹھ کتابیں شمار کی گئی ہیں - یونانیوں اور عربوں کا کوئی
علم ایسا نہیں جس میں اس نے کتاب نہ لکھی ہو - اس کی اکثر کتابیں مقبول اور
برگزیدہ ہیں - فاراب کا باشندہ تھا جو کہ مارالترک کا ایک شہر ہے مقتدر شاہ
کے عہد میں عراق عرب میں حکمران کی اختیار کی اور وہیں علم حاصل کیا
پھر سیف الدولہ حاکم حلب کے پاس دمشق چلا گیا اور وہیں ۳۱۰ھ میں
وفات پائی +

بہائم - جمع بہیمہ چوپائے - جیسے گھوڑا، اونٹ، گائے وغیرہ +
بہتات - کثرت، افزا، زیادتی +

بہت خوان بے اشتہا تم نے کھائے الخ اس میں
بے اشتہا خوان کھانے اور بندہ بندہ کے بوجھ اٹھانے اور ساز کے بہت
پر راگ گانے اور عارضی جلوے دکھانے سے مراد ہے کہ اب تک جس قدر
انگریزی تعلیم تم نے حاصل کی ہے گورنمنٹ کی ترغیب سے کی ہے - اپنی تعلیم
کا آپ فکر نہیں کیا +

معنی کچھ اور ہو گئے ہیں۔ نمائش پر مراد یعنی خود نمائی پر فریفتہ ہونا

تخصیص - کردینا جو چیز کو کرنا۔ ڈھونڈنا کرنا

تلقویم پارینہ - پرانی خستری جو کسی کام کی نہ رہے +

تلقین - سبھانا تعلیم کرنا۔ سکھانا

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا۔ اس میں عیسائیوں

کی طرف اشارہ ہے جو مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔ یہ ایک نہ

کا مضمون ہے جس کے یہ الفاظ میں لاقطرونی کما طرقت النصلک

ابن مریم فاطمانا عبدنا فقولوا عبدنا لله ورسوله یعنی میری زاہد

تعریف نہ کرو بسا کہ نصاریٰ نے ابن مریم کی حد سے زیادہ تعریف کی

مجھ کو خدا کا بندہ اور اس کا رسول سمجھو +

تکذبن - شائستگی اور تہذیب جسے سویلریشن کہتے ہیں +

توحید مطلق - توحید جس میں شکر کا کوئی لگاؤ نہ ہو۔

اور خدا کے سوا کسی کی پرستش جائز نہ ہو۔ مطلق کے معنی بے قید اور

آزاد کے ہیں +

تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے۔ سڑکے لوگ

اپنی فصاحت کے آگے سب عجم کو گونگا کہتے تھے۔ اس مصرع میں صرف

اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے +

تورع - پرہیزگاری۔ بدی سے بچنا +

تہامی - تہاہ کا کہنے والا، جس سرزمین میں اہلینہ منقہ ہے +

پوڑ - چھوٹے درخت، اولاد اور نسل سے مراد ہے +

پہ کھسکنا - درخت کا محض پٹ بھسنا اور نشوونما پانا +

پہ کھسنا - زیب دینا +

پہ پیوند - رشتہ۔ نسبت۔ ازدواج۔ تعلق جوڑنا +



تازیا نہ - کوٹا۔ مجاڑا تعزیر +

تاکننا - پہلے سے ہی خیال کر رکھنا بیٹے نزل میں مشیت سے متاثر ہونے کا

ماننا۔ گھی کرگرم کر کے چھاچھ وغیرہ سے صاف کرنا، مجاڑا تحقیق کرنا نہ ہونا

تدرو اور شہباز سب اوج پر ہیں۔ تدرو یعنی چادر سے

محکوم تویم اور شہباز سے محکوم تویم مراد ہیں +

ترانا بھرننا۔ گھوڑے اہرن وغیرہ کا جست کرنا۔ مجاڑا فکر خیال

کی بلند پروازی مراد ہے +

ترقی یہ صنعت کو دی ہو بلا کی۔ یہ یعنی ایسی اور بلا کی یعنی

غضب کی یا اتنا درجہ کی +

تعصب - اہل میں بجا حاست کرنے کو کہتے ہیں۔ مگر چونکہ بجا حاست

اس کو لازم ہے اس لئے دونوں پر تعصب کا اطلاق ہو سکتا ہے +

تعبش جس میں سببنا مالیش یہ مفرنا تعبش اصل لغت میں کم

ساش ہونا ہے مگر اردو میں عیش و کامرانی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے،

جیسے عیش اصل میں زندگی کو کہتے ہیں مگر فارسی اور اردو میں اس کے

اس کا نام تہامہ ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تہامی کہتے ہیں
تھڑ جانا۔ تھڑا ہونا۔ کم ہونا +

تہمت تراشتا۔ کوئی جھوٹی بات دل سے گھڑ کر خالنی +

ط

ٹمٹانا۔ چراغ کا بجھنے وقت کم کر دینی +

ٹھسکنا۔ چلتے چلتے رک جانا +

ٹھنکنا۔ کسی کام کا پختہ طور سے قرار پانا +

ٹیکس۔ اسپین میں سب بڑی ندی ہے اس کا طول تھینا ۵۰ میل

میل جزائر کی صورت سے نکلتی ہے اور بن میں سمندر سے جا کر ملی ہے

ج

جادو۔ راستہ، پگ ڈنڈی۔ بیٹا +

جائزہ۔ جانچ، پڑتال +

جتانا۔ خبردار کرنا، اطلاع دینا +

حج و تعویل۔ محدثین کی اصطلاح میں راوی کے عیب ظاہر

کرنے کو حج اور اس پر سے اعتراض و دفع کرنے کو تعویل کہتے ہیں +

چگرگہ۔ گروہ، جماعت +

جزیرہ نما۔ خشکی کا وہ قلعہ زمین جس کے تین طرف پانی ہوا

ایک طرف خشکی ہو +

چسے راج رڈ کر چکے تھے وہ پتھر انخاس صر میں اس

پیشگیوں کی طرف اشارہ ہے پنجیل متی کے باب ۲۱ میں ہے۔ او

پس کو مسلمان بنی انہیں کے حق میں سمجھتے ہیں مہار کا پتھر کو رڈ کرنا

یعنی اس کو بیکار سمجھ کر پھینک دینا +

جعفری۔ شیبی +

جمانا۔ تسلی دینا، یقین دلانا، ارادہ پر پختہ کرنا +

جوا۔ (۱) قمار (۲) وہ لکڑی جو گاڑی کے بیلوں کی گردن پر رکھی

جاتی ہے +

جوہن۔ سخن و جمال، خوبی، خوبصورتی +

جوٹا۔ بواؤ، جھول کا شتکلا +

جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی۔ ٹیکس انڈس یعنی اسپین

میں سب سے بڑی ندی ساٹھ پانسویں لمبی ہے، مطلب یہ ہے

کہ اسلام ٹیکس سے گنگا تک یعنی اسپین سے ہندوستان تک پھیل گیا +

جو لٹکا میں ڈیرا تو بربر میں گھر تھا۔ مقصود یہ ہے کہ بن کا ڈیرہ

یعنی غیر جو سفر کی علامت ہے۔ لٹکا میں تھا ان کا گھر بربر میں تھا۔

جوازقہ کے شمالی حصے میں ہے یعنی اتنی دور جا کر بودا بش اختیار کرتے

تھے۔ چنانچہ لٹکا میں اب تک عرب کی نسلیں موجود ہیں +

جمار اہل روم کا تھا ڈگمگاتا انحر دم ملے چونکہ نام مجرم

پر مکران تھے اس لئے ان کی سلطنت کو جمار سے اور ایرانیوں کی سلطنت

آتش پرستی کی رعایت سے چراغ کے ساتھ تشبیہ دی ہو۔
 جمال کو ہے یاد اُن کی رفتار آب نیک الخ انہ
 میں کئی نام ہیں (۱) حیا مشرقی بحر ہند میں ایک جزیرہ نامہ اور (۲) بیبا
 بحر ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے (۳) ہلالہ مشہور پہاڑ ۴۷۰۰ چہلڑ
 اگریزی میں جبل طارق کو کہتے ہیں عبدالرحمن موسیٰ بن نصیر نے جب
 اپنے غنم مطلق کو ابلدس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا
 تھا اور اسی لئے اس پہاڑ کو جبل الفتح بھی کہتے ہیں۔

جھنڈ۔ بہت سے درختوں کا مجمع۔
 جمی چرانا۔ جان بچانا، کوتاہی کرنا۔
 جمی چھڑانا۔ بہت توڑنا۔
 جمی سے گزرنا۔ مر جانا۔ نرنے پر آمادہ ہو جانا۔

ج

چار پیسے۔ تھوڑا مریاہ۔ تھوڑی طاقت۔
 چال۔ بخار۔ داؤ۔ فریب۔
 چال ڈھال۔ چال پلن۔ روش طریق۔
 چراغان۔ روشنی۔
 چرکس۔ سرکشیا کے باشندے۔
 چھاننا۔ تحقیق کرنا۔ پڑنا۔

چھٹنا۔ معزول و بظرف ہرنا۔ تخفیف میں آنا۔
 چڑانا۔ ایسی بات کہنی جسے کوئی بُرا مانتا ہو۔
 چکھانا ہے دُرُوقِح سب کو ساقی۔ یہاں ساقی
 سے مُراد زمانہ ہے۔

چیند۔ کھیل یا بازی میں بڑھاگی کرنی۔

ح

حاشیہ چڑانا۔ اصل بات میں اپنی طرف سے کچھ بڑھانا۔
 حجازی۔ جہاز عرب میں ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو یمن ہوشام
 تک پھیلا ہوا ہے۔ چونکہ مکہ منظر اسی سلسلہ میں ہے اسی لئے اہل مکہ کو
 حجازی کہتے ہیں۔

حرا۔ مکہ منظر کے پاس ایک غار ہے۔

حکیم خلافت۔ مُراد بغداد ہے جو عباسیوں کا دارالخلافہ تھا۔

حکم۔ حکمت کی جمع۔

حکم ناطق۔ روزمرہ کی بول چال میں مندری حکم اور تباکیدی حکم
 کو کہتے ہیں۔

حکومت تھی گو یا کہ اک جھول تم پر یعنی جس طرح جھول
 دلع کے اٹھانے سے دھات کی اہلیت ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح
 حکومت کے جاتے پہنے سے تمہارے جوہر یعنی عیب ظاہر ہو گئے۔

یوں کو بلاتی، سزا جو ہرے میں سے جہات کو عقلمندی کنی بن
حکومت ملی ان کو صفار تھے جو انہ خراسان میں سفاریوں
کی حکومت میں برس ہی ہے یعقوب بن لیث ان کا پہلا بادشاہ
سفار ٹھیسرے کو کہتے ہیں۔ یعقوب اول ہی کام کرتا تھا۔ پھر ملک سیتا
کے ان ذکر ہو گیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خراسان و خیر و در کرمان اور
فارس وغیرہ ممالک ایران پر تسلط ہو گیا۔ قنار دھوبی کو پنجاب رضی کو
سراج زین گر کو، علاج دھینے کو کہتے ہیں بڑے بڑے آئمہ دین او
علماء یہ تمام پیشے کرتے تھے۔

حمیم آب و زقوم کھانا ہے جن کا۔ حمیم گرم پانی جو
دو زخیوں کو پلایا جائے گا اور زقوم تھوڑا جو ان کو کھلایا جائے گا۔

خ

خازن علم دین۔ صاحب علم حدیث۔ خازن خزانچی کو کہتے
ہیں۔ اور علم دین علم نبی اکثر علم حدیث کو کہا جاتا ہے۔

خاکا اڑانا۔ مٹی خراب کرنی۔ ہنسی ہنسی میں ذیل کرنا۔
خاکدان۔ دنیا۔ زمین۔

خبر۔ اور اثر حدیث کی دو قسمیں ہیں۔

خدائی۔ دنیا۔ کائنات۔ جلوہ قدرت الہی۔

خدا کی زمین بن جنتی سر بسر تھی۔ بلع بشری کو جبکہ

تذیب کے عدلی تھی بن جنتی زمین سے تشبیہ دی ہے۔

خرابات۔ شراب فائدہ۔

خنس کہ جہاں پاک جب کوئی نالائقی آدمی مرے یا کس
چلا جائے تو یہ شل بولی جاتی ہے۔

خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا یعنی نیک مٹی
سے جو وہ آپس میں دین کی باتوں پر جھگڑتے تھے یہ اس آشتی سے زیادہ
خوشنما اور بہتر تھا جس میں اکثر دل صاف نہیں ہوتے۔

خلیفہ سے لڑتی تھی ایک ایک بڑھیا۔ ایک بار
حضرت عمرؓ زیادہ عمر باندھنے کی ممانعت ممبر پر چڑھ کر رہے تھے۔
ایک بڑھیا نے کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھی ان آتینہ احد کھن
قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئا اور کہا کہ خلیفہ ہو کر قرآن کو
نہیں سمجھتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا: عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہاں تک
کہ بڑھیاں کا بھی اور کچھ کبھی بڑے عمر باندھنے کی ممانعت کی۔

خوارزم۔ خراسان کے شمال میں بحیرہ خوارزم یعنی بحیرہ اور انک
ایک ملک جس کا دار حکومت اس زمانہ میں خوارزم ہے ابتدا ہلام سے
سلطان محمد خوارزم شاہ تک جس کا فخر چنگیز خان نے کیا بڑے عظیم
مسلمان بادشاہ یہاں عمران ہے میرا بوس کے ماتحت ہے مگر کراچی
جہاز، قیروا، منشا اور تہرا اس کے بوسے ختم ہیں۔

خیر الامم۔ سب امتوں کے بہتر۔ اس آیت کل طرف اشارہ ہو کہ تم خیر

امۃ اخر حجت للناس -

خیر القرون - سب نفلوں سے بہتر زمانہ میں حدیث کی طرف اشارہ ہے
 حیدر القرون فی شہد الذین یکونتم شہد الذین ینبئونکم *
 خیر الوری - بہترین ماں

د

درا - جس گنگنال جو قافلوں کے ساتھ رہتی ہے تاکہ جوئے
 ہوئے سفر میں کی آواز سن کر قافلہ سے آسے
 درایت - صحیفہ کی پرکھ
 ڈیڑھا - سخت ہارٹش
 دست و گریباں رہنا - بصورت دنزاع رکھنا
 دشت و در - تھکل اور پہاڑ

دعا سے فیمل اور نوید مسیحا - اس معنی میں حدیث کی
 طرف اشارہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
 میں اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بھائی عیسیٰ کی شہادت ہوں
 کیونکہ ابراہیم نے جیسا کہ سورہ البقرہ کے آیت ۱۲۵ میں مذکور ہے دعا کی
 تھی کہ اسی کے والوں میں ایک نبی انیس میں سے بھیجے اور عیسیٰ
 نے جیسا کہ سورہ صافات کے آیت ۱۱۰ میں اور انجیل یوحنا کے تلمیذوں
 اب میں ہے اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا
 جس کا نام قریظ یا اسمہ ہوگا *

دفر لکنا - ادب آنا

دفر کا دوسرا معنی ہونا - دفر کا برابر اور تھ ہونا *

دل اکھڑنا - ایسی سے دل بڑھانے ہونا - اواس ہونا *

دل امنڈنا - رقت سے دل کا بھرا آنا *

دل بڑھانا - حوصلہ دلانا، ہمت بڑھانا *

دم پر ہونا - بے عالی میں گرفتار ہونا *

دم کھڑانا - بے دم کر دینا *

دم دینا - فریب دینا *

دم شوق - شام کا تیم، مشہور اور بڑا شہر ہے *

دھت - جو حالت اعتدال سے بڑھ جائے *

دھن - جو خیال بہر وقت بندھا رہے *

دھند لکا - تاریکی اور روشنی کے درمیان ایک عیسوی حالت ہے

جس میں اجماع مفسر نہ ہو اور مجاز تاریکی کو بھی کہتے ہیں *

دولیم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک ہے کہ اسپین کے جنوب

میں واقع ہے جو پہلے ایران میں شامل تھا اور اب اس میں داخل ہے

اس ملک کے باشندوں کو بھی دہلم کہتے ہیں جن کے بال اکثر گھنگھرائے

ہوتے ہیں *

دیوان ماژند رانی - ولایت ماژندران دہلم اور گیلان کے مشرق

میں ہے اس نواح کے اکثر باشندے اہل دوس کے ماتحت ہیں جن کو

فردوسی نے شاہنامہ میں مازندران کے دیوکماہے۔ گراب یورپ کے
فنون جنگ نے ان کو بھی مغلوب کر دیا۔

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہہ کر الخ اس بند میں اس حدیث
کی طرف اشارہ ہے لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَىٰ عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ
مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَىٰ عَصَبِيَّةٍ
حُبُّكَ لِلشَّيْءِ يُعِينُ عَلَىٰ وِصْمِهِ

ڈرو ایسے چپ چاپ یغما یوں سے الخ یغما لوٹ او
یغمائی لیٹیرا۔ کابل اور کھنڈی آدمی اگر پر بظاہر ملک کو نہیں لوٹتے مگر چوچھ
ان کا اثر مسائٹی پر بڑا پڑتا ہے اس لئے اُن کو چپ چاپ یغمائی لگنا
وہ چپکے چپکے ملک کو لوٹ ہے ہیں۔
ڈھور۔ بہائم، چوپائے۔

ذوقی۔ غیر مسلم لوگ جو مسلمانوں کی امان میں رہیں۔
ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہیں یعنی جب
زمانہ گزشتہ میں اپنے بزرگوں کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں۔

رازمی۔ رے کا باشندہ۔ رے عراق عجم کا قدیمی شہر ہے۔ یسا
رازمی سے مراد امام غزالی ہیں، رازی ہے جس کی ولادت ۳۳۵ھ

میں ہوئی تھی۔

یہ بڑا علیل القدر مسلمان عالم گندڑ ہے، یہی تصانیف مختلف
علوم و فنون اور مذہب میں پچاس کے قریب لکھی گئی ہیں جن میں سے
قرآن کی تفسیر بارہ ہندوں میں ہے۔

راس۔ سازگار۔ موافق۔

راس الاطبا۔ طبیبوں کا سردار۔ بڑا طبیب۔

راس البصا عت۔ راس المال۔ عمدہ پونجی، اعلیٰ سرمایہ۔

راعی۔ چرواہا۔ ریوڑ کا رکھوالا۔ اس لفظ کا مطلق اکثر انبیا پر کیا گیا ہے

راوی۔ حدیث کا روایت کرنے والا۔

راہب۔ عیسائیوں کا درویش۔

ربیع مسکول۔ کرہ زمین میں چوتھائی خشکی اور تین چوتھائی پانی

مانا جاتا ہے۔ ایک چوتھائی خشکی کو ربیع مسکول کہتے ہیں۔

ریسپبلک۔ سلطنت جمہوری جس میں تمام رعایا کو وضع قوانین میں شرکت

کا حق ہوتا ہے۔

رجال اور اسانید کے جو ہیں دفتر۔ رجال سے مراد علم رجال ہے

جس میں حدیث کے راویوں کا حال پوری صحت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

اور اسانید سے مراد علم حدیث ہے۔

ردا۔ چادر۔

رسیا۔ شوقین۔

رصد۔ پہاڑ یا نہایت بلند جگہ پر ایک عمارت بناتے ہیں جس میں
بیٹھ کر ستارہ شناس اور صنایع و حالات کو اکب کو دیکھتے ہیں اور معلوم
کرتے ہیں اس کو رصد کہتے ہیں۔

رعونت۔ اردو میں بمعنی تکبر اور غرور۔

رکھوال۔ نگاہبان۔ پاسبان۔

رُسق۔ بقیہ جان نمازنا تصدقیں۔

رمننا۔ سیرگاہ۔ گزگاہ۔

روایت۔ حدیث کو نقل یا بیان کرنا۔

رودینا۔ عاجز ہونا۔ جیسے عجان کے دیتا ہو رہا ہر میاں

روحانی۔ جو لوگ مذہب کو صرف روحانی باتوں میں مہر کرتے ہیں

جیسے عیسائی۔

رُوکھ۔ درخت۔

رُوم۔ یارعا۔ قدیم رومیوں کا دارالسلطنت جو اب انلی میں واقع ہے

یہ شہر دریائے نائبر کے کنارے پر بحیرہ روم سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر

واقع ہے رومیوں کے شہنشاہی عہد میں یہی شہر دارالسلطنت تھا۔

جماز کو روم کے ساتھ اور چرلغ کو آتش پرستوں یعنی قذماہل فارس

کے ساتھ جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے۔

رہاسر پہ باقی نہ سہا یہ ہُماکا۔ ہُماک۔ ایہ سے مراد سلام کی

برکت ہے۔

رہبان و اجبار۔ رہبان جمع رہب میسائوں کے درویش، اجبار
جمع جبر، یہود کے علماء۔

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی۔ آبی سے جزیروں اور

بندرگاہوں کے باشندے مُراد ہیں اور خاکی سے اندرونی خشکی کے

باشندے مُراد ہیں۔

رہی حق پہ باقی نہ بندوں کی حجت یعنی جب نبی کی

تعلیم سے خدا نے بندوں کو دین حق سے مطلع کر دیا اور کسی کو یہ کہنے کا

منصب نہ رہا کہ ہم پر خدا نے نبی نہ بھیجا۔

رہسگی نئی پود پامال کب تک۔ نئی پود نسل اولاد یعنی

کب تک اولاد کو اپنے قصصات ہی زمانہ کے لائق نہ بننے دو گے۔

ریشہ روانی۔ درخت کی جڑوں کا زمین میں دوڑنا کہ پھیل جانا

مجانا اولوں میں اثر پہنچانا۔



زابلی۔ قدیم زمانہ میں زابل کے نام سے وہ ملک مشہور تھا جس کے

مشرق میں کابل، مغرب میں سیستان، جنوب میں سندھ اور شمال

میں کوہستان ہزارہ ہے۔ قندھار و غزنین، مینندار و فرزاہ وغیرہ ان کے

مشہور شہر تھے یکساں ان کے زمانہ میں یہ ملک رستم کے خاندان کی

حکومت میں تھا وہاں کے باشندوں کو زابلی اور زابلستانی کہتے ہیں۔

زورق۔ چھوٹی کشتی۔

س

ساتوں سمندر ساس لفظ سے بروئے محاورہ کل سمندر مراد لے جاتے ہیں اس کا ماخذ سبعة البحر کا لفظ ہے جو قرآن میں آیا ہے اور وہاں اس سے وہ ساتوں سمندر مراد ہیں جو عرب کے ارد گرد دور یا نزدیک واقع ہیں جیسے بحیرہ روم بحیرہ قازم بحیرہ عرب بحیرہ ہند بحر عمان بحر فارس بحر اسود

ساسانی - ساسان سپر بہمن بن سندنیا کی اولاد میں جو بادشاہ ہوئے ہیں وہ ساسانی کہلاتے ہیں

سام - رستم کے دادا کا نام ہے

سبب و علالت - طب کی اصطلاح میں سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو اور علالت وہ جس کو مرض پہنچانا جائے

سپوت - لائق اور قابل مثلاً لائق تالیق بیٹے کو بھی کہتے ہیں
سبق پھر شریعت کا انہو شریعت سے مراد اعمال ظاہری اور حقیقت سے مراد اعمال باطنی

سراب - صحرا کی ریت جو دھوپ میں ذروں کی چمک سے سبب سے سازوں کو بہتے ہوئے پانی کی شکل میں دکھائی دے

سربر ہونا - عمدہ برآ ہونا

سز کو بن - پیدائش کا بحید

سکندر کو دارا پہ ہے تو چڑھائی یعنی سکندر جو دارا کے مقابلے میں بہت کم طاقت تھا اس کو دارا جیسے زبردست بادشاہ پر چڑھائی کرنے کا حوصلہ سی امید کے سہارے پڑا تھا

سکھائی انہیں نفع انساں پہ شفقت اس بندیں مدینت ذیل کی طرف اشارہ ہے احسن الی جعلک تکف مؤمننا واحب الیہما کتب لنفسک تکف نفسی ثناء اس سے اگلے بندیں ان دونوں حدیثوں کا ترجمہ ہے کایرحم اللہ من کایرحم الناس
احسن فی الامرین و احکم من فی الائمة

سلو - اٹلی کا مشہور شہر ہے وہاں مسلمانوں کا ایک نامی مدرسہ تھا جس میں لیسکلی علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی اور یورپ کے اکثر لوگ طب سیکھنے کو یہاں آتے تھے

سلسبیل - جنت کی ایک نہر کا نام ہے

سیلیمان نے کی حق سوجس کی تمنا - اس میں حضرت سلیمان کی اس دعا کی طرف اشارہ ہے جس کے الفاظ قرآن یہ ہیں وہی علی ملک الایمنی لاحد من بعدک

سبھتے ہیں گمراہ جن کو مسلمان - اس بند میں مسلمانوں کو غیرت دلانی گئی ہے کہ جن قوموں کو وہ مذہب کی رو سے گمراہ اور اہل باطل سمجھتے ہیں ان کے ہاں ہمدردی انسان اور خیر خواہی کم دکھ جو کھائے درجہ کی نیکی ہے ایسی اور ایسی ہے

سمرقند سے اندلس تک الخمر قند اور لہس کی سود گاہوں
کے کھنڈرات تک موجود ہیں مراۓ آذربائیجان میں مروان بن محمد کا آباد
کیا ہوا شہر ہے اس شہر کے باہر ایک ہندی پر ہاکو خان تے اپنے عہد
میں محقق طوسی وغیرہ سے ایک سود گاہ بنوائی تھی۔ قاسمیں دمشق
کے شمال میں ایک پہاڑ ہے۔ کہتے ہیں کہ قابیل نے پہل کوہ میں قتل
کیا تھا مومن رشید نے ۲۱۵ھ میں قاسمیں اور بغداد میں خالد بن
عبدالملک وغیرہ کو سود گاہیں بنوانی شروع کی تھیں ۲۱۵ھ میں
دو مرگیا تو وہاں کی تمام چھوڑ دی گئیں۔ پھر شرف الدولہ دلیلی نے دوبارہ
بغداد میں دیکھ کر دستم کوہی غیرہ سے سود گاہ بنوائی۔

سمنند کی آئی نہ تھی موج واں تک سمنند کو مراد علم ہے
یعنی اس وقت تک نام کا قدم وہاں نہیں آیا تھا۔

سھور۔ لوٹری کی کھال کی پوستین۔

سنجار۔ یہ دجلہ و فرات کے بائیں دیار ربیع میں ایک شہر ہے۔
یہاں ایک بڑا کف دست میدان ہے جس کو عرب بڑیہ کہتے ہیں ایک
بار اس میدان میں دو دوسری بڑا کوڈ کے میدان میں مامون کے حکم
سے منہ میں جمع ہوئے تھے اور کراۓ ارض کے ایک درجہ دارہ غلیبہ
کی پائش کی اور محیط کو چھوڑ کر ہزار میل مشغف کیا۔ اور موسیٰ کے
چاروں بیٹے ابو جعفر محمد احمد اور حسین جن کی کتاب حیل بنی موسیٰ
شہر ہے اس کام پر بھیجے گئے تھے۔

سنگلاخ۔ پتھر لی زمین۔ سخت زمین۔

سیاست۔ انتظام تک۔

سیانی۔ بلینے مخلوط بروزن گیانی صفت نرنت ہر شیار۔ سمندر۔

سیلون۔ جزیرہ نکا۔

سش

شاز۔ قاسمیں اور جد۔

شامات۔ ملک شام کو اس کے مختلف حصوں کے لحاظ سے

شامات بھی کہتے ہیں۔ جیسے گیلانات اور شرانات گیلان اور

فروان کو کہتے ہیں۔

شش جہت۔ دائیں۔ بائیں۔ آگے۔ پیچھے۔ اوپر۔

نیچے یہ چھ سمتیں ہوتیں اس سے اکثر تلم دنیا مراد لیتے ہیں۔

شفا۔ برعلی سینا کی کتاب کا نام ہے جو تمام فنون حکمت کی جامع

ہے اور اس کی ماہ جلدیں ہیں۔

شہامت۔ جس طرح کسی کو اپنے حال میں دیکھ کر جلنے کو حسد،

اسی طرح بڑے حال میں دیکھ کر خوش ہونے کو شہامت کہتے ہیں۔

شوب۔ دھوب۔ کپڑے کا ایک بار دھلنا۔

شوشہ۔ ریزہ۔ حرف کا سرا۔ سسک میں اس لفظ سے نچیل کی

اس عبارت کی طرف اشارہ ہے جس میں عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جب تک

آسمان اور زمین نہ ٹیس گے تو ریت کے توریٹ کا ایک لفظ یا ایک شوشہ نہ
 لے گا۔ یعنی حکما ریونان کی کتابوں کو مسلمان بھی گویا ایسا ہی سمجھتے
 ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ نے تورت کی نسبت فرمایا ہے۔

شیر ماور۔ صباح وطلال۔

شیر و ابیانی۔ فصاحت و بلاغت۔

ص

صاحبقرانی۔ صاحبقران وہ بادشاہ جس کی ولادت کے وقت
 دھرو و مشتری ایک برج میں ہوں یہ بڑی اقبال مندی کی بات سمجھی جاتی
 ہے جہاں ہر اقبال مندار کا مران بادشاہ کو بھی کہتے ہیں۔

صایم۔ رود دار۔

صدیق۔ نہایت سچا۔

صراحی نہ طنبو و مرطب نہ ساقی۔ چونکہ مسلمانوں کے علوم
 اور کمالات وغیرہ کو بزہم سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے اس کے لوازم
 کو سامان مجلس یعنی صراحی و طنبو وغیرہ کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

صفا۔ صفا اور مردہ مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں جن کے بیچ میں سات
 بار پے لار پے دوڑنے کا حکم ہے جب حضرت سارہ کے کہنے سے حضرت
 ابراہیم نے حضرت اجروہ اور حضرت اسمعیل کو ایک بے آب و دانہ میدان
 میں چھوڑ دیا اور اُن سے جدا ہو کر صفا اور مردہ پہاڑیوں میں پہنچے

تو اضطراب کی حالت میں ان پہاڑیوں کے درمیان کبھی تیزی سے آگے
 بڑھتے تھے اور کبھی پیچھے ہٹ آتے تھے اس امر کی یادگار میں مسلمان
 کو اپنا مہج میں ان پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔
 صوت۔ آواز۔

صویر۔ بحر شام کے کنارہ پر شام کا ایک نہایت قدیم شہر ہے کہتے ہیں
 کہ یونان کے اکثر حکما اسی شہر کے تھے مسلمانوں نے یہ اور حکما ۶۶۷ء
 میں فتح کیا تھا اور اب مُنت سے ایران ہے۔

صیداء۔ دمشق سے ۶۶ میل بحر شام کے کنارے پر ایک منبوط اور مستحکم
 شہر تھا جس میں متعدد قلعے تھے۔

ض

ضحاک۔ قدیم ایران کا ایک مشہور نظام اور زبردست بادشاہ ہے
 جو ہمیشہ کے بعد فرما زوا ہوا اور جس کو فریدون نے باوجود بے ہوشمانی
 کے کاڑھ آہن گر کی حمایت سے منسوب دہلا کر کیا اور خود اس کی
 جگر زانو ہوا۔

ط

طبق۔ اس سے دوئے زمین یا نصف کرہ زمین جس کو انگریزی
 میں ہیسفر کہتے ہیں مراد لی ہے۔
 طبقہ۔ ہم عصر لوگ۔

ظفر - سلجوقیوں کے سلسلہ کا پہلا بادشاہ الپ ارسلان کا چچا اور
سلجوق کا پوتا جو شہادت میں تخت نشین ہوا۔

طفیلی - وہ شخص جو بہانہ کے ساتھ بہانے دعوت میں چلا جائے
مجازاً وہ لوگ جن کے کام اوروں کے فیصلے چلتے ہوں۔

طہسم - وہ ہر مقدس کا توڑا۔ یعنی محمدین اسلام نے
راہوں کے حالات کی تنقیح آزادی اور انصاف سے کی۔ مقدس لوگ

جن کے عیوب بشری پر ہیز گاری کے پردہ میں چھپے ہوئے تھے
ان کو ظاہر کر دیا تاکہ طالبانِ حدیث دھوکا نہ کھائیں۔

طوسی - طوس شہد مقدس کا قدیم نام ہے اور یہاں طوسی سے مراد
خوابِ نصیر الدین محقق طوسی جو ساتویں صدی ہجری کا اسلامی مکیم اور

بلاکوٹاں کا مشیر خاص تھا۔ اس کی تصانیف اکثر علوم و فنون میں لکھی
اور رومی کی تصنیفات کے بعد سمجھی جاتی ہیں۔

میں عرصہ دراز تک رہی۔

عبرت - کسی کے حال کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنی۔

عسرت - اولاد۔

عجم - عرب اپنے سوا اور تمام ممالک کو عجم کہتے ہیں۔

عراق عرب - جو ملک و ملکہ کے دونوں طرف خلیج فارس تک
چلا گیا ہے اور جس میں عباسیوں کا دار الخلافہ یعنی بغداد واقع ہے۔

عراقین - دونوں عراق یعنی عراق عرب اور عراق عجم جو کہ ایران
کا پہاڑی حصہ ہے اور جس کو بلاد الجبل کہتے ہیں۔

علم نبی - علمِ حدیث۔

عمان - بحر عمان عرب اور جوہرستان کے درمیان ہے۔

عنوان - اناز - طریقہ۔

غ

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی الخیر میں اس

حدیث کی طرف اشارہ ہے مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا لَا يَزَلْ يَسْتَعْفِفُ

عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسِعْيًا عَلَىٰ آهْلِهِ وَتَعَطُّفًا عَلَىٰ جَلَدِهِ لَعَلَّ اللَّهَ

تَعَالَىٰ أَيُّومَ الْقِيَامَةِ وَرَجِهًا مِثْلَ الْقَمْرِ لَيْلَةَ الْبَدَأِ

ذَرِيْعَةً رُوِيَ بِأَسْفَرٍ مِنْ كَسَائِهِ كَرَجِيْحٍ مَائِغْنَةٍ سَيَبِيْعٍ

ع

عاری - اردو میں یعنی ناجز اور تمام استعمال ہوتا ہے۔

عاریت - مستعار، مانگنے کی چیز۔

عبا - کس۔

عباسی - رسولِ خدا کے چچا عباس کی اولاد جن کی خلافت بغداد

اور بال بچوں کے لئے کوشش کرے اور اپنے ہمسایوں پر مہربانی کرے ایسا شخص قیامت کے دن خدا سے ملے گا اور اس کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن ہوگا۔

غزلخوان - چونکہ عرب پرستان کا اطلاق کیا گیا ہے اس لئے استعارہ کے طور پر عاشقوں کو بل غزلخوان کہا گیا ہے۔

یورپ کے مورخین مشلا ایڈورڈ گبن - ہنری لونس ڈاکٹر ہیل - سڈیو فرانسسی - سکندر - ہیلٹ وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا۔

غسال - مردہ کو غسل دینے والا۔
غشش - اردو میں بمبئی فرنیچر وغیرہ استعمال ہوتا ہے۔
غنیمت - لوٹ کا مال۔

غنیمت ہے صحت عیالات سے پہلے اس میں حدیث کا ترجمہ ہے اغتنف نعمسا قبل خمس شئک قبل ہولک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلاک و حیولتک قبل موتک۔

ف

فاران - دیکھو (قبیلے قبیلے کا بت،

فاش کرنا - ظاہر کرنا۔

فقاومی - فقہ کی مبسوط کتاب جس میں ہر قسم کی جزئیات فقہ

بلذیل بیان کی گئی ہوں۔

فقیح - اردو میں اس صنعت کو کہتے ہیں جو بلا محنت حاصل ہو۔

فدائی - خدا اور قربان ہونے والا۔

فزع واصل - فزع وہ دینی مسئلہ جو عمل سے متعلق ہو اور اصل وہ جو اعتقاد سے تعلق رکھتا ہو۔

فصاحت کے دفتر تھے سب کا و خوردہ الخیز بچے

مصنف کہتے ہیں کہ عرب کے علم اپنے روم اور یونان کے ادیبوں اور سرزبان ڈالی تھی - اور نیٹل ریشیشن کمیٹی کی پہلی تجویز میں

اس بات کا اقرار کیا گیا تھا کہ فن اربا و قصص و حکایات میں اب تک کوئی عرب سے بڑھ کر نہیں ہوا۔

فضائل - نیک اور پسندیدہ خصلتیں - کمالات +

فطرت - اصل خلقت۔

فلاحیت - بیج بونے اور وقت لگانے کی صنعت، فلاح ماہر علم فلاحت کو کہتے ہیں۔

فلاطون - ایتھنز پایہ تخت یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد مشہور حکیم ہے ۸۱ برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ سے ۳۴۸

برس پہلے فوت ہوا۔

فریڈوں - دیکھو (ضحاکہ)

فلاکت - افلاس، تنگدستی۔

جو خنیوں کے ہاں وہ درودہ حوضِ مگر خنیوں کو جس سے کہتے ہیں۔
 قلمزم - جو محمد عرب اور افریقہ کے بیچ میں واقع ہے۔

ک

کائنات - اُردو کے محاورہ میں سرمایہ پونجی کو کہتے ہیں۔
 کائی - سبزی جو پانی کی نمی سے چوستے والی دیواروں وغیرہ
 پر چم جاتی ہے۔

کہ اسلام پر جن سے قایم ہو بُراں الخ یعنی جن کے
 پال پلن دیکھ کر اسلام کی حقیقت اور سچائی کا یقین ہو۔
 کان دھر کر سننا - غور سے سُنانا۔

کہ بگڑا ہوا یہاں ہے آوے کا آوا - آوا کھار
 کی بھیڑی کو کہتے ہیں جس میں وہ برتن پکاتے ہیں۔ آوا بگڑنا تمام
 برتنوں کا بگڑنا، مہاڈا تمام نانڈان یا تمام قوم کا بگڑ جانا۔ آوے کا
 آوا یعنی تمام آوا جیسے گھر کا گھر یعنی تمام گھر۔

کتاب ہدیٰ - قرآن - شریعتِ اسلامیہ۔
 کٹھن - شکل - اکثر سخت منزل اور رستے کو کہتے ہیں۔
 کہ حب الوطن ہے نشانِ مومنین کا - اس میں
 اس حدیث کی طرف اشارہ ہے حب الوطنین من الایمان

ق

قالب - جسم - محلِ رُوح - اُردو میں بکسر لام ہے۔
 قبیلہ کج - یعنی قبیلہ بہل۔

قبیلے قبیلے کا اک بُت جدا تھا الخ بہل صفا عرب
 نامک - لات، منات، اساف وغیرہ وغیرہ بہت سے بت تھے
 اور ہر ایک بُت کسی خاص قبیلے سے مخصوص تھا۔ ہر انور سے مُرو

جلوہ حق ہے فاران سے مُراد کو کا پھاڑ ہے۔ اس بندے کے اخیر شعر
 میں اس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو بشارت آنحضرت کی بابت توتہ
 اور حقوقِ نبی کی کتاب میں مسطور ہے تو ریت میں اس کے ترجمہ

کے الفاظ یہ ہیں - خدا سینا سے نکلا اور ساعیر سے چمکا اور فاران کے
 ظاہر ہوا کہ کوہِ سینا کو موسیٰ سے اور کوہِ ساعیر کو موسیٰ سے اور کوہ
 فاران کو آنحضرتِ مسلم سے نسبت دی ہے۔

قریبہ - بستی - قصبہ - گاؤں۔
 قیسس - عیسائیوں کے علماء دین۔

قلتین - اُردو کے محاورہ میں نہایت مستعمل اور مشتبہ اور کڑ
 پانی یا اس کے نظریہ یا حوض کو کہتے ہیں یہ محاورہ تعصبِ خنیوں کا
 تراشا ہوا ہے کیوں کہ شافعیوں کے ہاں قلتین وہی حکم رکھتا ہے

کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو۔ اس میں دل کی
 حدیث کی طرف شاہ ہے الحکمة ضالۃ المؤمنین حدیث جبرائیل
 فہو لاحق بہا۔

گندہ۔ اُردو میں بمبئی ہٹ کرنے اور امر کے ہتھال ہوتا ہے۔
 کرتبی۔ سپاہ گری کے فن میں شائق و ماہر۔
 کرشمہ۔ اُردو میں کوئی تعجب انگیز بات، مجازاً جلوہ یا شہوہ۔
 کرخوتم بندوں پہ مالک کی حجت یعنی شریعت
 اسلام کو دنیا میں اس قدر پھیلادو کہ پھر کسی کو یہ حذر باقی نہ رہے کہ
 خدا کا پیغام ہم کو نہیں پہنچا۔

گرخصا۔ رنج کرنا۔

کسی کو اتارا کسی کو چڑھایا۔ انا نارزے سے گرانہ۔ لو
 چڑھانا حد سے زیادہ بڑھادینا۔ یعنی جیسا موقع ہوتا ہے ویسی ہی
 باتیں کر کے لوگوں کو دم میں لاتے ہیں۔

کشف۔ کشف دل کی صفائی سے غیب کا حال معلوم ہونا۔
 کرامت۔ اولیاء سے فرق عادت ظاہر ہونا۔

کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہیں۔ یہ قاعدہ ہے۔ کہ
 جب کسی کے واقعی عیب بیان کئے جاتے ہیں تو وہ بہ نسبت تمام
 کے زیادہ بُرا جانتا ہے اس شعر کا یہی مطلب ہے کہ ہم نصیحت کو
 ایسا بُرا مانتے ہیں کہ گویا ہم اپنے عیبوں کا علم ہے۔ لیکن جب

کبھی ازراہ نصیحت ہمارے عیب ظاہر کئے جاتے ہیں تو ہم کو ناگوار پہنچتا ہے
 کلبیلانا۔ سوتے میں کسی حد بے نیش کرنی۔
 کمیرا۔ مزدجو باغبان کے ماتحت کام کرتا ہے۔
 کنکلا۔ محتاج۔

کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر یعنی
 میں سبز باغ اور آب جاری وغیرہ میں سے کوئی ایسی چیز نہ تھی۔
 جس سے تو اے انسانی میں شگفتگی پیدا ہو۔
 کونوٹا۔ شہر مندہ احسان۔

کوفہ۔ عراق کا مشہور شہر۔

کوہ آدم۔ نکایں جو سلسلہ پہاڑوں کا ہے اس میں ہے
 اونچی چوٹی قدر آدم یا کوہ آدم ہے۔

کوہ جھینا۔ یہ پہاڑ اندلس میں ہے اس کا قدیم نام سڑا ہے۔
 چونکہ اس کی چوٹی اکثر برف سے سفید رہتی ہے اسلئے عرب
 اسکو قدر جھینا کہتے ہیں۔ اسپین دار اس کو سڑا البید کہتے ہیں۔

کوئی قرطبہ کے کھنڈر جا کے دیکھیے۔ قرطبہ یعنی کارڈول
 اندلس میں بہت بڑا اور نامی شہر ہے جس کی تفصیل تھمیر کی اور ہمیں

مولانا مسجدیں اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اتنی عام مسجدیں
 ظفار امونہ کے عہد میں تھے۔ نامر اموی نے اس کو غریب میں ایک
 شہر ڈالنے کو اباد کیا تھا جس کا نام زہرا اور جس کا ذکر تیسری

قریبی نے اپنے مرثیہ اندلس میں کیا ہے۔

کسا چھوڑ دیں گے سب آخر فاقہ اس میں

صیث ذیل کی طرف اشارہ ہے یتبع المینت ثلثہ فی جمع

اشنان ویقی مَعَهُ وَاحِدٌ یتبعہ اَہلہ وَآلہ وَعملہ یجمع

اہلہ وَآلہ وَیجمع اعملہ۔

کسانت۔ جن اہل شیاہین کے ذریعہ سے لوگوں کو غیب کی خبر

دینی۔ بازاروں کی آواز سے ٹگون لبنا۔ ماہیت میں اور ابتدائے

اسلام میں کاہن لوگ عرب میں بہت تھے مگر اسلام نے انکو کالہم کوا

کسان میں ہ۔ ہرام مصری کے بانی۔ ہرام مصری

کے شلٹ نامچرسل مینار میں حمد یائے نیل سے پنج میل کے کانا

ہر واقع میں ان میں سے ایک مینار دنیا کے سات عمارت میں شمار

ہوتا ہے ان سے کوئی عمارت ہی دنیا میں زیادہ قدیم ہوگی گندا

زابلستانی سے ملدترسم کا نام ان ہے۔ پیشادسی ایران کے گیارہ

بادشاہ جو ہر شنگ کی اولاد میں ہوئے ہیں۔ کیانی بادشاہوں کے

یکادوس کیخسوی کیقبلاو کے لہر اسپ مراد ہیں۔

کھٹا۔ زمین روز کو ٹاجس میں اناج بھرا جاتا ہے۔

کھٹکا۔ اذیت۔ نظر۔

کہ ہم نے بگڑا نہیں کوئی اب تک انہو اس شعر میں آیت

ذیل کا ترجمہ جلتان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بآفئہم

کھنڈر۔ نہایت اسید مکان لڑنے پورے مکانوں کے نشان

کھوٹ۔ پانزی ہونے میں کسی کم قیمت دھات کی ملاوٹ۔

کھونٹ۔ سمت، جانب۔

کہیں آگت کبھی تھی وانا لے مجھیا بانہ عرب میں مان:

ماہیت میں مختلف مذہب کے لوگ تھے۔ مسابین کا فرقہ آگ او

ساروں کی تنظیم کرتا تھا۔ میسانی تثلیث کے قابل تھے اور فریش

توں کو پرہتے تھے۔

ماہب میا تہوں کے درویش تھے جو دنیا کی لذتیں ترک کر

لیتے تھے کاہن غیب کی خبریں دیتے تھے۔

کھیوا۔ کشتی۔ بڑا۔

کیا چاند نے کھیت غار حرا سے۔ پانڈ نے کیت

کیا یعنی طلوع کیا کہ حرا کا منظر سے تین میل ہے اس میں ایک غار

جمال آنحضرت بشت سے پہلے بکڑا دنگہ کیا کرتے تھے اسی غار کے

غار حرا کہتے ہیں سب پہلے وہی آہی اسی غار میں نازل ہوئی تھی۔

کئی۔ منسوب بہ گئے۔ گئے فاضل میں شمشاہ کو کہتے ہیں اور کو

عجم کے دور سے ملنے کے پاروں بادشاہ کے کلاتے ہیں جس کی

جمع کیاں اور یائے نسبت کے ساتھ کیانی ہے۔ پس کئی وہ چیز جو

کیا نیوں کی طرف منسوب ہو جیسے تلج کئی اور شاہن کئی۔

کھیل گجونا۔ بنے ہوئے کام کا بگڑ جانا۔

گ

گپ۔ جو بات بے سرو سامور بے اس ہو۔

گت۔ حالت۔ اکثر اس کا ہلاق بڑی حالت پر ہوتا ہے۔

گدلانا۔ پانی کا کتہہ ہوتا۔

گر۔ اصول۔ قاعدہ۔

گروہ ایک جو یا تھا علم نبی کا۔ اس گروے مراد محدثین اسلام ہیں۔ اور علم نبی علم حدیث ہے۔

گل ولالہ رہتے ہیں صحبت میں ان کی گل ولالہ سے مراد طوائف اور ارباب نشاط ہیں۔

گگن۔ ہنز، جوہر۔

گگنوانا۔ ضائع اور برباد کرنا۔

گھاٹ۔ دریا کے کنارہ پر وہ مقام جہاں سے مسافر ناؤ میں

سوار ہوتے ہیں یا دریا میں اترتے ہیں۔

گھائل۔ زخمی۔

گھٹی۔ ایک معمولی جو شانہ جو شیر خوار بچوں کو پلایا جاتا ہے

کسی چیز کے گھٹی میں پڑ جانے کو یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ یہ اس کی عادت ہے۔

رگھونا۔ محصور ہونا۔

گگنا۔ چاند اور سورج کا خسوف اور کسوف میں آنا۔

گیان گن۔ علم و فضل۔

گیانی۔ علم دانے۔

گئیں بھول آگے کی بھیر میں جو بیٹیا۔ بھیر ڈال کا تندر

ہے کہ سب اگلے بھیر جس رستے پر لگ جاتی ہے اس کے پیچھے

سب ہولتی ہیں۔ اگلے لوگوں کی اندھا دھند پیروی کرنے والوں کی

بھی یہی صورت ہے۔

گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں۔ بھول جانا درختوں

میں آنا ہے۔ ایک فراموش کرنا جیسے۔ مصوعہ

گئیں بھول آگے کی بھیر میں جو بیٹیا۔ دو سے فراموش ہو جانا۔

یہاں ہی دو سے مراد ہیں جن کو صحرا کی ہوائیں بھول

گئیں۔

ل

لاگ۔ کسی طرح کا تعلق، محبت کا ہو یا عداوت کا۔

لبرٹی۔ انگریزی لفظ ہے بمعنی آزادی۔

لبرل۔ آزاد۔

لبیک۔ یہ کلمہ حاجی لوگ عرفات میں بار بار کہتے ہیں اس کے

معنی ہیں کہ میں حاضر ہوں اس سے مراد اطاعت اور تقیاد کا اظہار ہے۔

ماویٰ - ٹھکانا۔

ماورائے شریعت - یعنی شریعت سے پرے جیسے کہ باہل
صوفی سمجھتے ہیں کہ طریقت شریعت سے جدا ہے۔

مُبتذل - ذلیل - بے قدر۔

مبہرا - پاک۔

مبعوث ہونا - نبی کا بھیجا جانا۔

متین - مضبوط۔

مثالب - بُرائیاں۔

مجسطی - حکیمِ ملیبوس کی کتابِ ربانی میں ہے جس کو محقق
طوسی نے عربی میں ترجمہ کیا ہے۔

مد و جزر - اذاتِ چرٹھاؤ - جو اب بھٹا - اس کتاب کا نام مذو جزر
اسلام اس سبب سے ہے۔ کاسلام کی ترقی و منزل کا نقشہ کینہا گیا ہے

مدارا - یہ لفظ محاورہ میں اکثر ظاہر داری کی تواضع پر بولا جاتا ہے۔
مذ - ذری کا صیغہ۔

مذہب - ادوار والا - بد بخت۔

مذعی - اکثر جمہورِ مادی کوئی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ
پہل بہت آنچہ مدعی گوید اگلتان،

مُراد و مُربد - صوفیہ کی اصطلاح میں مراد وہ شخص ہے جس نے
ہاز بہ آہی کے بعد روشی اور سلوک اختیار کیا ہے۔ اور مُربد وہ جو سلوک

لبس - سرخپوں کے بال جو ہونٹوں پر سے کتر دیئے جاتے ہیں۔

لیٹ - رگ کا شعلہ یا خوشبو جو ہوا کے اندر سے دور تک پہنچے۔

لچپن - شہد پن۔

لنگن - گلاؤ - تعلق۔

للاکارنا - رعب ناک آواز سے پکارنا۔

لکوا - جھنڈا۔

لوگانا - عاشق ہونا۔

لہلہانا - ہری کھیتی یا درخت کا پتہ سے ہلنا۔

لہنا - فاما - تمتع۔

لے بڑھانا - ترقی دینا۔

لے کھلنا - چھپی بات کا معلوم ہو جانا۔

م

ماسوا - صوفیہ کی اصطلاح میں ذاتِ باری تعالیٰ کے سوا جو کچھ
ہے اس کو ماسوا کہتے ہیں اور مسدس میں طنز ماسوائے معشوق

مجازی سے مراد لی گئی ہے۔

ماسن - اس کی جگہ - ٹھکانا۔

مالِ جانی بہن - سگی بہن۔

کے بعد جنب کے مرتبہ کو پہنچا ہو +

مَرقدہ - قبر +

مُزمن - پُرانا - اکثر امراض ہی پر اطلاق ہوتا ہے +

مُستاح - پیائش کرنے والا - مساحت کرنے والا +

مُسنخ - اعلیٰ سے اُرنے صورت میں آ جانا +

مس خام - کان سے نکلا ہوا تانبہ جو ابھی صاف نہ کیا گیا ہو +

مُشائخ - دین کے اکابر اور بزرگ لوگ +

مصر کی روشنی - مصر کے علوم و فنون اس ملک کی ترقی ہند

اور فارس اور تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ زبان بھی

مصر ہی کے رتو سے روشن ہوا تھا +

مُصلیٰ - نمازی +

مُضمَر - پوشیدہ +

میخلائان - بول - ہندی لیکر +

مفترمی - جھوٹی حدیثیں بنانے والا +

مفلوک - مفلس - فلاکت زدہ +

مقبِل - اقبالند +

مکتوم - پوشیدہ +

مکینکس - کلون کا سلم - یہ انگریزی لفظ ہے +

مگر اک جہاں ہے غزلخواں عرب کا - غزلخواں

مُراد مع خوان ہے - چونکہ عرب کو اس سے پہلے مصر میں پرستان کہا

گیا ہے اور باغ کے پھولوں پر میل کے چھپانے کو غزلخواں کہتے

ہیں اس لئے عرب کی تعریف کرنے والوں کو غزلخواں کہا گیا ہے +

مگر خواب میں دیکھ لیتے ہیں سب کچھ - یعنی بڑوں

کی بڑائی کے تصور سے خوش ہونا بھی ایسا ہی ہے - جیسے کوئی

محبوب چیز خواب میں دیکھ کر تھوڑی دیر کے لئے خوشی ہوتی ہے +

ملا ہی - لود و لعب، کھیل کود +

ملا یا - جزیرہ نامے ہند چین کا جنوبی حصہ ہے +

مَلت - قدیم عربی میں حرف مذہب کو کہتے تھے مگر اب قوم کو

بھی کہتے ہیں اور ہندی زبان میں ٹاپ کو ملت کہتے ہیں +

ملجا - ہائے پناہ +

مُناظر - بحث اور مناظرہ کرنے والا +

مناقب - خوبیاں +

منڈ لانا - گرد پھرنا - جیسے چیل قصاب کی دوکان پر منڈلاتی ہے

منزلت - مرتبہ +

منزل کھوئی ہوئی - رستے میں اتنی دیر گئی کہ وقت مقدر

یک منزل پر نہ پہنچ سکیں مہازاً منزل پر نہ پہنچ سکا +

منوا کے چھوڑنا - یعنی اپنی بات منائے بغیر نہ چھوڑنا +

مُوالی - سوائی کی جمع - درمٹ +

موتخ میں جو آج تحقیق والے - مراد یورپ کے موتخ ہیں
مؤقر - صاحب توقیر - صاحب عزت •

منہہ نام ہونا - منہہ بند ہونا •

مولشی - ذمہ دار مگر جیسے گائے بھینس وغیرہ •

مہتر - خاکروب •

میال مٹھو بنانا - میاں مٹھو طے کو کہتے ہیں میاں مٹھو

بنانے سے ایسا پڑھا مراد ہے میسا طے کو پڑھاتے ہیں جو ہر

الفاظ یاد کرتا ہے - مگر سمجھتا بالکل نہیں •

میست - یہ لفظ اس میں بہت ہے مگر اردو میں بہت ہوتی ہیں

ن

ناثر - نثر کہنے والا •

نہ اخلاق کی وضع ہوتی ترازو - ترازو کا وضع ہونا

اس کا بڑا اور قائم ہونا، جیسا کہ قرآن میں ہے وضع المولزین

القسط مقصود ہے کہ اگر علماء کو شریعت کے اور علم اخلاق اور

سلوک مردوں نہ ہوتا تو اچھے اور بُرے اخلاق کی کچھ تمیز نہ ہوتی •

ناسپردہ - دورستہ جس پر کوئی نہ چلا ہو •

ناظم - بستر •

ناک بھول چڑھانا - ناراض ہونا •

ناکسی - نالائقی •

نام خدا - یہ لفظ ماشارائے چشم چہ دُھ کی بکرا بلا جاتا ہے اور بڑا

استزائی مالت پر بھی اس کا ملاق ہوتا ہے •

نام کٹنا - معزول ہونا •

نام لیا - کسی کے منے کے بعد کسی کو بھلائی سے ہلک کرنا

نئی روشنی - زنا مال کی شائستگی یا علوم و فنون ہدیہ •

نبوت کا سایہ ابھی رہنموں تھا - نبوت کا سایہ سے مڑو

غلاف ریشہ ہے •

نپٹ - محض •

نچا بہت - خرافات •

نچلا - خاموش - بے جنبش و حرکت •

نرالا - سبب الگ، انوکھا - عجیب •

نسخ و نسیان - نسخ شرع کی مطلق میں کسی پہلے حکم شرعی کو

بدل کر اس کی بجائے دوسرا حکم مقرر کرنا اور نسیان یعنی پہلا حکم بھلا کر

دوسرا حکم بھیجنا - یہ دونوں لفظ قرآن کی اس آیت سے ماخوذ ہیں

مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِخْهَا •

نشان - جھنڈا، علامت •

نشے میں چور ہونا - سست اور مدہوش ہونا •

نصرانی - مسیحی •

نعم البدل - اچھا بدلہ جو کسی شے کے عوض میں حاصل ہو۔
 نظامیہ نوریہ مستشرقینہ الخ اس بند میں اگلے زمانہ کے چند
 مدرسِ اسلامیہ کا نام لیا گیا جو از انجمن نظامیہ کے نام سے پانچ مدرسے
 ہرکت، نیشہتر، قنصل، جمہور، اہنلا میں خواہ نظام الملک طبعی بڑے
 الشہار سلطان سلجوقی کے بزورِ بے تھے اور نوریہ نور الدین بارسلا
 شاہ صاحبِ صل کا محل میں تیسرے بنیاد مستشرقانہ عباسی کا بعد
 میں تیسری یعنی حدیث مستلہام خاتون بنت مریم خواہ صلح الدین کا بنایا
 چھادش میں صاحبیہ وزیر صفی الدین کا قادیان میں روانہ روادہ کے
 ہوتے زکی اہلنامہ سیرۃ اللہ کا دمشق میں نامور مکالمات صلح اللہ
 کا قبر میں جاری تھے اور فضیہ، عزیزہ، ازتہ، طریہ، قادیانہ وغیرہ
 جن کے ناموں کے نام معلوم نہیں ہیں بیت المقدس - محول بغداد
 دمشق اور کندیہ میں کھلے ہوئے تھے۔

نفر - افسوس قلبی اور کم درجہ کا آدمی۔

نکبت - غماری و ذلت۔

نکبت کی زد و نکبت کا مدعا یا اس کے مدد میں پہنچ یا سانی
 نکالیش پہ دنیا کی بھولے یہ سب ہیں کسی پر بھولتا
 اس کے سبب دھوکا کھلایا اس پر مغرور ہوتا۔

نہ محنت پہ بادل نہ قدرت کے قایل یعنی نہ محنت
 کہتے ہیں لہذا اس بات کے قائل ہیں کہ کوشش سے خود تعالیٰ ان کو

مقام میں کامیاب کر سکتا ہے۔

نہ ہو ایک جب تک لہو اور سپینا - لہو اور سپینا ایک
 ہر دو بے سے نہایت کوشش اور پافشاری مراد ہے۔

نہیں حمل میں جس کے حصہ کسی کا - یعنی جس کی حالت
 اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ کوئی اس کی طرح جارحیت میں نہیں آتا
 نہیں چلتی تو پولوں میں تلوار ان کی - یعنی وہ دلہن
 حال کے طریقہ استدلال کے سامنے ایسی ہی بیکار ہیں جیسے کہ تڑپے
 سامنے تلوار کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

نیزنگ گردوں - افسوس و شہدہ گردوں کا نازا تقویٰ دگا۔
 نیش - انگریزی میں قوم کو کہتے ہیں۔

نیم سبل - فارسی میں تڑپنے والے تڑپ کے ہوئے ہاندر
 کو سبل کہتے ہیں جو نہ بالکل مُردہ ہوتا ہے نہ زندہ اور دو میں سبل کو
 نیم سبل بھی کہتے ہیں۔ سبکس میں نیم سبل سے مجازاً متوسط الحال لوگ
 مُردوں میں حمزہ امیر میں نہ فقیر۔

و

وتیرہ - شیوہ - طریقہ۔

ودعیحت - امانت۔

وقعت - عزت - عظمت۔

وقف کرنا - کسی شے کے فوائد کو ہر شخص کیلئے مباح کر دینا۔

اولا۔ دوستی۔ محبت۔

وہابی۔ مسلمانوں کے اس فرقہ سے مراد ہے جو سونیہ کا طرف
مقابل سمجھاتا ہے میں یہ نظائے مشدد سے ہے مگر عام
معاورے میں تخفیف کے ساتھ بولا جاتا ہے۔

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی۔ یہ قدیم عرب کی ایک
مشہور لڑائی کی طرف اشارہ ہے جو عرب بسوس کے نام سے مشہور
ہے اس کا قصہ یہ ہے کہ کسی کا ایک اونٹ کسی کے کھیت میں چلا
گیا۔ کھیت والی عورت نے اسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت
کی چھاتی کاٹ ڈالی۔ اس بات پر ۴۹۳ھ سے ۵۲۴ھ

تک بابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکر و بنی تغلب میں مونی
شروع ہوئی تھی۔ مگر رفتہ رفتہ عرب کے تمام قبیلے اس میں شریک ہو
گئے اور ابتداء سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے۔

وہ بلدہ کہ فخر بلاد جہاں تھا۔ اس جگہ مراد بندہ ہے
جو ۱۲۵۶ھ سے ۱۲۶۷ھ تک عباسیوں کا دار الخلافہ رہا اور آخر کو
تاتاریوں نے اس کو پال کر کے وہاں اپنی سلطنت قائم کی۔

وہ پھرتے تھے راتوں کو چھپ چھپ کے ڈر ڈر۔
حضرت عمر کے عہد میں ایک بار کچھ سوداگر آکر شہر سے باہر اترے
رات کو آپ اور عبدالرحمن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے گئے
وہاں گئے ان کو رات بھر میں تین بار ایک سچے کے رونے کی آواز

آئی۔ عمر فاروق نے ہر دفعہ اس نیچے پرہاتے اور اس کے ہاں کو ہت
کراتے تو کسی بُری ماں ہے کہ تیز بچہ اول رات سے بے چین
آخر اس عورت نے کھالے خدا کے بندے تو نے مجھے ملاری بت
دیا کیا۔ میں اس سے دودھ پینے کی عادت چھوڑتی ہوں۔ وہ خدا کا

بچہ ہے۔ کما کیوں؟ کما عمر دودھ چھٹے بغیر بچوں کا ذلیفہ مقرر نہیں
کرتا یہ سن کر آپ بہت روئے اور اپنے جی میں کہا کہ خدا جانے
مسلمانوں کے کتنے بچے میرے سبب ہلاک ہوئے ہوں گے۔

اسی وقت تلم لک میں منادی کرانی۔ کہ کوئی اپنے بچے کا
قبل از وقت دودھ چھڑائے۔ ہر مسلمان کے ہاں بچہ پیدا ہونے ہی اس کا
ذلیفہ بیت المال سے مقرر کیا جائے گا۔

وہ خرگوش کچھو ڈول سے میں زک اٹھاتے
اشمل لقمان کی یہ کہانی مشہور ہے کہ کچھو سے لور خرگوش نے
ایک مدت تک دوڑنے کی شرط ہی تھی۔ خرگوش شرط پر ہار کر سورا
اور کچھو برابر چلنے میں سرگرم رہا۔ آخر وہ تو اس حد پر پہنچ گیا اور
خرگوش کی اس وقت تک کھلی جب وقت ہاتھ سے جاتا رہا۔

وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا الخ اس گھر سے
مراد خانہ کعبہ جو جو کہ بنائے حضرت سلیمان یعنی بیت المقدس سے
دوسرا چار دس برس پہلے اور سب کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے
تعمیر ہوا تھا۔

وہ دین جس نے اعدا کو احوال نبایا۔ قرآن کی آیت ذیل کی طرف اشارہ ہے: كُنْتُمْ اَعْدَاءُ مَا كَفَّ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرُوا لِمَا نَفَيْتُمْ لَهَا عَنِ قُلُوبِكُمْ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ اِنَّكُمْ لَعِنَآ اِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ۔ یعنی تم دشمن تھے سو فدائے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی اور ہرگز تم اس کے نفل سے بھجائی بھائی۔ وہ نعمان و سقراط کے ذریعہ کنون الخ نعمان ایک مفسر ہو محکم ہے جو مسیح سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان میں تھا ہے نعمان کی مثل یعنی کمائیاں شہد ہیں۔ جن کی نسبت یہ بچے موزع کہتے ہیں کہ انہوں نے دشمنوں کو شائستہ، ظالموں کو رحل اور سرکشوں کو فرما کر وار بنایا ہے کہتے ہیں کہ نعمان پر تمام ظنی پریدینی کا ان کا لگایا گیا تھا اس لئے پہاڑ سے گرا کر ارا گیا۔ سقراط تھینز کا مشہور حکیم ہے جس کو مسیح سے چار سو برس پہلے زہر نے کرا گیا۔ سولن یونان کا مشہور مقلد ہے یہ بھی تھینز کا مشہور باشدہ تھا۔ بقراط۔ ارطو اور فلاطون کو ردیف ت اور آلف میں دیکھو۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا۔ اس مصرع میں ترقی کی آیت ذیل کی طرف اشارہ ہو: وَمَا ارْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

۵

ہاتھ پر ہاتھ دھرتے بیٹھنا۔ دکان نہ چلنے کے سبب بریکار ہجرت۔ وطن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا۔ بچھکانا۔ کسی کام کے کرنے میں بس دوشی یا تدوکار۔

ہدی۔ ہدایت۔ رہنمائی۔

ہذیان۔ بیہوشی۔ بے سرو پا باتیں۔

ہراک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی۔ یعنی آج کل شخص منزل ترقی کا لاہر ہوتا ہے خود زمانہ اس کا مدد و معاون ہر کیونکہ سلطنت کی طرف سے اس کے لئے کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہیں ہر اور رسم و رواج وغیرہ کی مزاحمتیں بھی رفتہ رفتہ کم ہوتی جا رہی ہیں۔

ہراک میکہ کے سے بھرا جا کے ساغر الخ اس بندیں ہر میکہ میں سے ساغر بھرنے اور ہر گھاٹ سے سیراب ہونے کو ہر روشنی پر پروانے کی طرح گرنے سے یزاد ہے کہ وہ ہر موقع سے علم برکت حاصل کرتے تھے۔ ٹیپ کے شعر میں اس حدیث کا ضمنون ذرا ہے: الْحِكْمَةُ صَالَةُ الْمُؤْمِنِ فِي حَيْثُ وَجَدَهَا نَوَاحِقُهَا۔

ہزال بدن۔ لاغری بدن۔

ہف نظر۔ چشم بددور اور بہت نظر دونوں معادے ایک ہی حق بولے جاتے ہیں ان کا اہل استعمال غویوں کی جگہ کیا جاتا ہے مگر طنزاً بھائیوں پر بھی استعمال کرتے ہیں اور یہ زیادہ بلیغ ہے جیسے مسکد میں شاعری کی نسبت ہے

وہ ہف نظر علم اٹھا مارا

اور جہا فلاح مالوں کی نسبت ہے

ستوں چشم بدو میں آ رہے ہیں کے

ہمتا۔ اندیش۔

ہن۔ ایک سوئے کا بکرہ دکن میں پانچ تھا۔ اور ہمارے میں
ہن ہننے سے دولت کی کثرت اور فراطر مڑا ہے۔ لیکن یہاں دولت
علم مقصود ہے۔

ہوا اندلس اُن سے گلزار کھیر۔ ان دو بندوں میں چند
القائد شرح طلب ہیں را، اندلس۔ یہ نام اسپین کا مسلمانوں نے رکھا
تھا۔ یہاں سات سو برس تک مسلمانوں کی حکومت رہی ہے۔

(۲) بیت حمر۔ یہ عمارت گرینڈا میں اب تک مسلمانوں کی یادگار ہے
اندلس کے دوسرے خلیفہ کے عہد میں بنی تھی اور اٹھارہویں خلیفہ
کے عہد میں مسلمانوں سے چھین گئی دوسرے ہند میں وہاں کے مشہور شہر
اور مقامات کے نام ہیں۔ گرینڈا کو وہاں کے مسلمان غرناطہ کہتے تھے
ونسہ کو بنسیہ۔ بدرجہ کو بلیوس۔ کیدس کو قادس۔ سویل کو
ایشیلیہ اور کاندو کو قرطبہ کہتے تھے۔

ہونہار۔ وہ لولا کا باپ اور جس میں رشید یا سرسبز ہونے کی علامتیں
پائی جاویں۔

ی

یزدانی اس سے ملو پاری ملک ہیں جو ایک غیر کا اور دوسرا شر

کا فائق مانتے ہیں اور پہلے کو یزداں اور دوسرے کو اہرن کہتے ہیں
یغمانی۔ لٹیرا۔

یہ ایک جو برق آ کے چمکی عرب کی عرب کی ہتھ
مردان کی زبان آدھی اور فصاحت و بلاغت ہے۔

یہ ایک ہونی غیرت حق کو حرکت الہی نہیں خدا کی
غیرت کا دیر یا جوش میں آیا۔ اور وہ اپنی مخلوق کو گمراہی اور ضلالت
میں بندیکر رکھا۔ دوسرے مصر میں جبل بوقیس کی طرف ابر حمت
کے بڑھنے سے یہ مراد ہے کہ حمت الہی عرب کی طرف متوجہ ہوئی
تیسرے مصر میں خاک جلماس مراد کہ کی زمین اور دولت سے مراد
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود ہے جس کی شہادت انبیائے
سابقین دیتے چلے آتے تھے۔ اخیر کے دو مصروں کی شجہ و خیمہ
دو ماے غلیل ہیں۔

یہ کہ تاز۔ جو سوار گھوڑا دوڑانے میں بے شش ہو۔

یکانی۔ یمن کے رہنے والے۔

یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدیٰ کا۔ اس میں حدیث و دلیل
کی طرف اشارہ ہے الخلق یحلم غلظہ فالحب الخلق الی اللہ من

احسن الی حیالہ۔

یہ تھی موج پہلی ہاس باز لوگی کی۔ یعنی جمآزادی آخر
کو یہ پہلا امر یکہ میں پھیل اور جس نے دنیا کے اس بڑے حصے کو

سر بز کیا۔ اُس کی بنیاد اول خلافت راشدہ کے زمانہ میں پڑی تھی
جیسا کہ مختصر طور پر سمدس میں بیان کیا گیا ہے +

یہ کہہ کر کیا علم پران کو شیدا۔ اس میں حدیث ذیل کی طرف
اشارہ ہے۔ اَلَا اِنَّ الدِّينَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ نَابِئَهَا الْاَذْكَرُ
اللّٰهُ وَمَا وَاٰلَاہُ وَاَعْلَامُ وَ مَتَعَلِمُ +

یعنی خبردار ہو کہ دنیا اور دنیا کی چیزیں قابل نفرت
ہیں۔ بجز ذکر خدا کے یا جو اس سے ملتا جلتا ہو اور بجز عالم اور تنگم کے
یہ ہموار سڑکیں یہ راہیں مصفا۔ شیر شاہ نے ایک سڑک
بزائی تھی جو چار مہینہ کے رستہ میں پھیلی ہوئی تھی اور جس پر ساتا

کوس کے فاصلہ سے ایک ایک سرائے پختہ بزائی تھی لپ
سڑک باجگائو تھیں اور مسجدیں اور مسجدوں میں امام اور
موذن مقرر کئے تھے۔ سرائوں میں ہندو اور مسلمان کو رکھتے۔
تاکہ سب مسافروں کو آرام ہے۔ سڑک کے دونوں طرف درخت
لگوا دیئے تھے۔ کوس کوس بھر پر ایک ایک منارہ بزایا تھا۔
حص سے رستہ کا اندازہ ہو +

یہی ہیں جنسید اور یہی بایزید اب۔ حضرت
جنید بغدادی اور بایزید بسطامی تیسری صدی ہجری کے شہو
عزف اور کالمین میں سے ہیں +

تَمَّتْ

قیمت ۱۰/-

Taj
COMPANY LIMITED

تاج کمپنی لمیٹڈ
کے مطبوعہ
عکسی، رنگین قرآن مجید اور اسلامی مطبوعات
دینا بھر میں بے مثل و سب سے نظریں
اپنے شہر کے تاجران کتب سے طلب فرمائیں

مکمل فہرست
مفت
روداد کی جاتی ہے

تاج کمپنی لمیٹڈ، پوسٹ بکس کراچی

UNIVERSITY OF TORONTO



3 1761 01771761 2

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



کتابخانه

PK
2199
H3M8

نمبر ۱۶۹ قاج